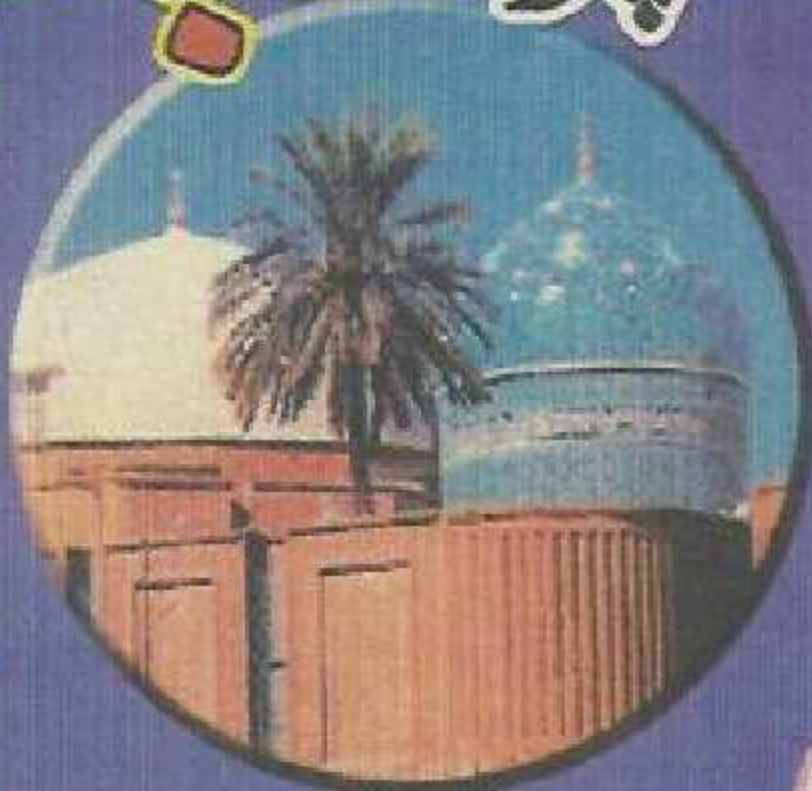


محلہ کو
مفتی محمد عیاد علی قادری
رضوی

بڑے لوگوں کے طریقے
بڑے لوگوں کی معرفت
اور تعریف کے لئے

مزارات پر گنبد بنانا



تالیف

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد فاضل احمد لدوسی مدظلہ العالی

حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

باہتمام

جیلانی سینٹر، پانچویں منزل، روم نمبر 501، نزد میری ویڈیو ٹاور
کراچی، پاکستان فون: 2446818، 320-4333547

عطاری پبلشرز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
(الصلوات والسلام) حبیب با رسول اللہ ﷺ

قبرجات

بر

مزارات

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز مدینۃ المرشد (کراچی)

فون موبائل: 0303-4333547

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل الارض كفاتا ○ واكرم المومنين احياء
امواتا ○ وجعل موتهم راحة وسباتا ○ وحرم امانتهم تحريما بقاتا ○
والصلوة والسلام على من سقانا من فضله وفضلته ماء فراتا ○
اعطانا في كل محجة ابلح حجة نقضا واشباتا ○ وابد تعظيم المومنين
بد الابدين ولم يوقت له ميقاتا ○ فجعلهم عظاما وان صارو عظاما ○
حرم ايناء هم ولو كانوا ارفاتا ○ وعلى اله وصحبه واهله وحزبه
لحکرمين عند الله جميعا واشتاتا

اما بعد! انبياء عظام و اولياء کرام (علیٰ نبینا وعلیم السلام) کے اعزاز و
کرام کے پیش نظر اور عوام کی سولتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے
مزارات کو عوام کی قبور سے نمایاں رکھنا اسلامی شعار ہے اور اسلامی شعار کی
تعلیم حکم ربانی ہے و یعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب جس پر اہل
ملت قدیم سے عمل ہوا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے مزارات پر قبے و دیگر
ہتمام کرتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے بعد مسئلہ نزاعی بن
کیا ہے وہابی دیوبندی نجدی کی تحریک کے حامی ہیں اور ہم اہل سنت
بغفلہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اب اکثر نزاعی
سائل میں یہی عمل کار فرما ہے فقیر نے بغفلہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے ہر مسئلہ
حق کی تائید میں کتاب لکھی اور دلائل پیش کئے مزارات پر قبہ جات بھی اس
کی ایک کڑی ہے۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

(صلوٰۃ والسلام) علیٰ رسول اللہ ﷺ

نام کتاب : قبرجات بر مزارات

مصنف : فیض ملت، آفتاب الہست، امام المناظرین، رئیس المؤمنین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز، مدینۃ المرشد (کراچی)

اشاعت : ذوالقعد 1422ھ، فروری 2002ء

صفحات : 104

قیمت : 35/- روپے

مقدمہ

عوام سے صرف اتنا گزارش ہے کہ وہ سوچیں کہ ایک طرف محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ابن تیمیہ دوسری طرف دنیائے اسلام کے جملہ علماء مشائخ بلکہ مزارات کے قبہ جات کے مسئلہ میں صحابہ کرام اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اب تمہارا فیصلہ تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔

ہا ہے ادھر رہو یا ادھر لیکن یہ یاد رہے کہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب و ان کے ہمنواؤں کو ان کے ہم عصر علماء و مشائخ نے گمراہ اور گمراہ کن قبور انبیاء عظام اور اولیاء کرام پر گنبد بنانا ہر دور میں جائز رہا ہے جب تک کہ اور یہی کیفیت تاحال چل رہی ہے جو ان لوگوں کے ہمنوا ہیں انہیں سے نجدی وہابی تحریک چلی اس وقت سے فتویٰ بازی شروع ہوئی ہمارا وہابیوں و ام اور جملہ اہل حق وہابی کہتے ہیں اور جو ان کے خلاف ہیں انہیں سنی دیوبندیوں کو چیلنج ہے کہ سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب اور ان کے سلمان کہا جاتا ہے اب تم چاہو تو قبہ جات بر مزارات اولیاء کے منکر ہو کر ہمنواؤں کے باقی کوئی ایسا دور ثابت کریں جو قبہ جات بر مزارات کے منکر ہابی ہو جاؤ چاہو اولیاء کرام سے وابستہ رکھ سنی مسلمان رہو۔

ہوں ورنہ ہم ثابت کرتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب کے ماسوا باقی جملہ اہل باقی رہے دلائل تو وہ بغفلہ تعالیٰ قرآن و احادیث کی روشنی میں قبہ اسلام اس کے قائل و عامل رہے اور رہیں گے (انشاء اللہ)

عوام سے اپیل ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کو حق سمجھتے ہو یا اس سے پہلے مخالف کو دیکھیں وہ بھی قرآن و حدیث سے دلائل دیتا ہے یہاں بھی وہابیوں اور بعد کے علماء اور مشائخ کو میرے خیال میں سوائے چند ٹوٹروں کے باقی تمام دیوبندیوں نے ابن تیمیہ و محمد بن عبد الوہاب کی دلیلیں نقل کیں اس کتاب امت محمد بن عبد الوہاب کو وہابی مذہب کا بانی اور گمراہ سمجھتی ہے بس اسی قول میں ہم ان کے دلائل لکھ کر جوابات پیش کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

پر فیصلہ ہے کیونکہ ہم آگے چل کر قرآن و احادیث اور ان مشائخ و ائمہ کے اقوال و تصریحات پیش کریں گے جو ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کو گمراہ اور گمراہ کن مانتے اور لکھتے ہیں اور سوالات و اعتراضات میں عوام خود دیکھ لیں کہ یہ اعتراضات کرنے والے دراصل محمد بن عبد الوہاب کے چیلے ہیں ہمارے دور کے وہابی دیوبندی اس کی نقل کرتے

انتباہ!

مقدمہ

○ انبیاء و اولیاء کے مزارات شعاثر اللہ سے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا و
 من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب جو اللہ تعالیٰ کے شعائر اللہ
 کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء
 و اولیاء کے آثار و نشانات کے اکرام و اعزاز کیلئے جگہ جگہ اہتمام فرمایا ہے
 تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البرکات فی البرکات" میں ہے۔

قبر دو طرح کی ہیں

○ عام مومنین ○ علماء و مشائخ، اولیاء اللہ

جن کی تعظیم و توقیر در حقیقت اسلام کی تعظیم ہے۔ عامۃ المسلمین کی
 قبروں کو پختہ بنانا یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے منع ہے
 ہاں اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا تاکہ اس کا نشان نہ مٹ جائے فاتحہ وغیرہ
 پڑھی جاسکے جائز ہے۔ اور علماء مشائخ عظام اولیاء اللہ جن کے مزارات پر
 خلعت کا ہجوم رہتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی و فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں
 ان کی آسائش اور صاحب قبر کی اظہار عظمت کیلئے اس کے آس پاس سایہ
 کیلئے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز بلکہ سنت صحابہ سے ثابت ہے اور جن عوام

ان وہابیوں دیوبندیوں کو ہمارے ساتھ دو قسم کے مسائل سے اختلاف
 ہے نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کی عظمت و کمالات کے متعلقات اور اہل
 اموات سے متعلقہ امور وہ ان مسائل پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں
 حالانکہ اسی قسم کے امور خود بھی عمل میں لاتے ہیں تفصیل فقیر نے "العمود
 عن البدعت" میں لکھ دی ہے قبہ جات بر مزارات کی تحقیق میں ایک مقدمہ
 دو باب ایک خاتمہ پر مشتمل کتاب حذا حاضر ہے بنام "قبہ جات بر مزارات"

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

محرم فیض احمد ادیبی رضوی غفرلہ

۴ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ بمولود پور پاکستان

مومنین کی قبریں پختہ بنانا یا ان پر قبہ بنانا منع ہے اگر ان کی قبریں پختہ بن گئی ہوں تو ان کو گرانا حرام ہے۔ پہلے مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے آخر کے دو مسئلوں میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے وہابی دیوبندی فقہاء کرام کے اسی اختلاف سے فائدہ اٹھا کر عوام کو بہکاتے ہیں یہ ان کی اولیاء دشمنی کا بین ثبوت ہے۔

ورنہ ہم سب کو یقین ہے کہ عوام و اولیاء کرام کے درمیان جیسے دنیا میں فرق و امتیاز ہے ایسے ہی ان کی قبور و مزارات کا۔ عوام کی قبروں کی تعظیم کا بھی حکم ہے اور اولیاء کرام تو اس سے اور زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں اسی لئے ان کی مزارات کے احکام جدا ہیں مثلاً

- ۱۔ اولیاء کی قبریں پکی بنانا ۲۔ قدر سنت یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا ۳۔ قبر کے آس پاس عمارت بنا دینا پھر قبر کو پختہ کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ۱۔ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت سے ملا ہوا ہے اس کو پختہ بنانا ۲۔ قبر کا بیرونی حصہ جو کہ اوپر نظر آتا ہے اس کو پختہ کرنا۔

مسئلہ

قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ اینٹ سے پختہ کرنا وہاں لکڑی لگانا منع ہے ہاں اگر وہاں پتھر یا بانس لگایا جائے تو جائز ہے کیونکہ لکڑی اور اینٹ میں آگ کا اثر ہے قبر کا بیرونی حصہ پختہ بنانا عامۃ المسلمین کیلئے منع ہے اور خاص علماء کیلئے جائز ہے۔

مسئلہ

قبر کا تعویذ ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے اور اگر آس پاس چوڑے اونچا کر کے اس پر تعویذ بقدر ایک ہاتھ کیا تو جائز ہے۔

مسئلہ

قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت بنانا عامۃ المسلمین کی قبروں پر تو منع ہے اور علماء فقہاء و مشائخ و اولیاء کرام و انبیاء عظام کے مزارات پر قبہ جات وغیرہ بنانا جائز ہے تشریح و تحقیق آتی ہے (انشاء اللہ)

قبہ

بروزن جبہ . معنی بنا، گرد آلودہ یعنی گنبد اور عرف میں کسی قبر پر سایہ دار تعمیر وغیرہ بنانا کبھی اس سے خیمہ بھی مراد لیا جاتا ہے اور جملہ مذاہب حقہ سابقہ اور دین اسلام کے جملہ پیروکار اس کے قائل اور عامل رہے اور ہیں کہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام اور علماء فقہاء و صلحا کے مزارات پر قبہ جات یا خیمہ جات یا اس قسم کا سایہ دار شے اور ان کے گرد یعنی قرب و جوار میں مساجد تعمیر کرنا اور زائرین کے لئے آسائش و آرام کیلئے مکانات بنانا کسی کو انکار تھا نہ ہے جب سے محمد بن عبداللہ اب جعدی نے اپنی وہابی تحریک چلائی اور جملہ مرہلات کو ڈھایا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے گنبد خضر کو ڈھانے اور گرانے کا پروگرام بنایا لیکن قدرت نے اسے اس گندے ارادے کو پورا نہ کرنے دیا اور آج بھی ان کے یہی ارادے اور فتوے موجود ہیں کہ

انتباہ.....!

ان حوالہ جات سے ہمارے عوام اب تو سمجھے ہو گئے کہ یہ لوگ نہ صرف اولیاء کرام کے قبہ جات اور مزارات کے دشمن ہیں بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گنبد خضراء کو گرانے کو بھی واجب سمجھتے ہیں ان کا بس چلے تو گنبد خضراء کو فوراً ”ڈھادیں یکی وجہ ہے کہ چند سال پہلے سعودی حکومت کے برے عزائم اخبارات میں پڑے تھے لیکن قدرت کو کچھ اور منظور ہے اسی لئے وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اب عوام خود سمجھیں کہ یہ لوگ قبہ جات بر مزارات کے دشمن کیوں ہیں۔

مزید برآں

اس طرح کے جزئیات بے شمار ہیں جو صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قبہ جات و تعمیرات مزارات کا طریقہ مروج رہا اس کے بعد تبع تابعین تا ائمہ مجتہدین اور فقہاء محدثین اور علماء ربانین میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا نمونہ کے طور پر چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بوجہ فتنہ خوارج مخفی رکھی گئی ہارون الرشید نے اسے معلوم کر کے اس پر عالی شان عمارت قائم فرمائی یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا زمانہ تھا اور امام ابو یوسف بھی موجود تھے اور محکمہ احتساب پر انہیں کافی اقتدار حاصل تھا یہاں تک کہ ہارون الرشید قاضی ابو یوسف و امام محمد سے ہر وقت خوفزدہ رہتا قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ کی گرفت میں جو بھی آیا تاریخ دان حضرات سے ان کے احتساب کے واقعات مخفی نہیں

تمام قبہ جات یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ کا گنبد مبارک بھی گرا کر واجب اور ضروری ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ آنحضور کا روضہ گرا دینے کے لائق ہے (نصل الخطاب احمد بن علی بصری)

۲۔ محمد بن عبد الوہاب کہتا تھا لو اقدر علی حجرة الرسول لهدمتها (ترجمان الوہابیہ صفحہ ۳۶) ”یعنی اگر میں قدرت پاؤں تو رسول اللہ (ﷺ) کا روضہ گرا دوں۔“

۳۔ تلخیص الاعتقاد صفحہ ۳۶ میں ہے۔ فان قلت هنا قبر رسول قد عمرت عیہ قبة عظیمة انفقت فیہ الاموال قلت هنا جبل عظیم بحقیقة الحال ترجمہ! ”اگر کہو کہ رسول اللہ (ﷺ) کی قبر بڑا قبہ ہے اس پر بہت مال خرچ ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ درحقیقت بہت بڑی جہالت ہے

۴۔ عرف الجاوی صفحہ ۶۰ میں ہے کہ ”واذنباء بر قبر نبی آئندہ ہرچہ مرفوع مشرف بدون قبر لعنت است آید از منکرات شریعت باشد و انکار بر آن و برابر ساختن نجاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکہ قبر گور پیغمبر باشد یا غیر او“

ترجمہ! ”قبر پر ہر قسم کی عمارت کی نہی آئی ہے جو قبر اونچی بلند ہو اس کے لئے لعنت آئی ہے یہ شریعت میں برے اعمال سے ہے اسے مومنین کے برابر کرنا واجب ہے یہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کرویں وہ نبی علیہ السلام کی قبر ہو یا کسی اور کی۔“

ہمارے مخالفین دیوبندی، وہابی حضرات قاضی ابو یوسف و امام محمد و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں مزار علی کے قبہ و تعمیر کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

۲۔ مشہد رضا (رحمہم اللہ) پر سلطان محمود غزنوی قدس سرہ نے از سر نو عمارت بنوائی اور سلطان محمود نہ صرف اسلامی بادشاہ تھے بلکہ ان کو مخالفین بھی عارف کامل اور ولی اکمل مانتے ہیں۔

۳۔ تواریخ مشائخ و فقہاء اور محدثین اور علماء اولیاء مشاہدین کے خیر القرون سے لے کر تاحال بہت سے بزرگوں کے مزارات کے قبہ جات بنے اور تاحال صدیوں سے پہلے قبہ جات تیار کردہ موجود ہیں سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے چیلوں کے کسی کو انکار تھا نہ ہے اور اب انکار ہے نجدیوں کے چیلوں کو اور رہے گا۔ بلکہ حضرت ابوالحسن نور الدین علی بن احمد النخاوی الحنفی رحمۃ اللہ نے صرف مزارات کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ بنام ”بحثہ الاحباب و بغیۃ الطالب فی الطہ والنزارات و التراجم المبارکات“ اس میں بے شمار بزرگوں کے قبہ جات کی تصریحات موجود ہیں۔ جو مصر میں شائع ہوئی۔

باب ۱

قرآنی دلائل

۱۔ خداوند قدوس جل و علا شانہ نے قرآن کریم میں اصحاب کف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا **قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجداً** ”وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم ان اصحاب کف پر مسجد بنائیں گے“ حوالہ جات تفاسیر۔ روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ”دیوارے کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند“ یعنی **لا یعلم احد تربتہم وتكون محفوظة من تطرق الناس کما حفظت تربت رسول اللہ بالخطیبرۃ** انہوں نے کہا کہ اصحاب کف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مہلات لوگوں کے راستہ بنانے سے محفوظ ہو جاویں جیسے کہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے۔

۲۔ آیت مذکورہ کی تفسیر روح البیان میں ہے **یضلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمعانہم** ”لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں“ خلاصہ یہ کہ ان لوگوں کی دو باتوں کا ذکر فرمایا گیا (۱) اصحاب کف کے گرد قبہ

امتوں کے امور شرعیہ ہم پر لازم ہیں (نور الانوار، مسلم الثبوت، اتقان، مجمع توضیح وغیرہ) بشرطیکہ وہ امور ہمارے اصول کے مخالف نہ ہوں تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب "احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن" واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

مقام ابراہیم

یہ وہ جگہ ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استجاب کیلئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے اللہ فیہ ونستقی آثار اصحاب الکہف بسبب ذلک المسجد اس میں اہل اللہ کی دور کھتیں ہیں (احمدی) یہی قول زیادہ موزوں ہے۔

شان نزول

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو تمنا ہوئی کہ حرم محترم میں نمازیں پڑھتے ہیں ان آثار متبرکہ کے قرب میں عبادت الہی کی کچھ اور لذت مسرت ہوتی ہے کیا ایسا ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان کے پاس نماز کرنے کی اجازت ہوتی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ لو اتخذت مقام ابراہیم مصلیٰ اے رسول ﷺ اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے تو آپ تمنا میں پوری ہوتیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البرکات فی التبرکات" میں ہے)

اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا (۲) ان کے قریب مسجد بنانا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں فعل جب بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں یہ خیال غلط ہے کہ یہ حکم سابقہ امتوں کا ہے اس کا جواب فقیر تفصیل کے ساتھ آگے چل کر عرض کرے گا۔

۳۔ تفسیر مدارک پر خازن میں ہے کہ کھف کے وہانہ پر مسجد تعمیر ہوئی تاکہ زائرین اس میں نماز فرض پڑھیں یا نوافل ادا کریں اور ان صالحین کے مکان کی برکت سے متبرک ہوں۔

۴۔ تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ نعبدی اللہ فیہ ونستقی آثار اصحاب الکہف بسبب ذلک المسجد اس میں اہل اللہ کی عبادت کریں اور اس مسجد کے ذریعے اصحاب کھف کے آثار کو باقی رکھیں۔

اصحاب کھف کے متعلق تفصیل اور ان پر تعمیر وغیرہ کی بحث فقیر اولیٰ غفرلہ نے تفسیر اولیٰ میں لکھ دی ہے۔ یہاں بقدر ضرورت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوال

یہ اصحاب کھف تو پہلے لوگوں یعنی گزشتہ امتوں میں ہیں وہ ہمارے لئے کیے حجت ہو سکتے ہیں۔

جواب

اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے کہ شرائع من قبلنا یلزمنا (گزشتہ

فائدہ

غور فرمائیے کہ فاروق اعظم کی تمنا پھر رسول ﷺ کا اس مقام پر ہر طواف کے بعد دو رکعت کا حکم فرمانا اور اللہ کا اس تمنا پر آیت اتارنا ال سنت کے مذہب کی کتنی عظیم تصدیق ہے کہ آج تک ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے سامنے سر جھک رہے ہیں اور قدم مبارک کے اوپر قبہ بنانا جائز اور محبوبان خدا کے مزارات پر ناجائز یہ عجیب منطقی ہے۔

۳۔ فلا تقسم بمواقع النجوم ”تو مجھے قسم ہے ان مقامات کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں“ اس جملہ کی تفسیر میں شاہ مردان قدس سرہ نے تفسیر کوثر صفحہ ۱۲۵۱ میں لکھا ہے۔

تعارف شاہ مردان

شاہ مردان اول موجودہ پیر پکاڑو کے داوا تھے ان کا لقب پیر کوثر و حجاز تھا سید علی گوہر شاہ لائٹانی لاولد تھے اس لئے انہوں نے اپنے تیسرے بھائی شاہ مردان شاہ کو اپنا جانشین بنایا لیکن شروع ہی سے آپ کے بڑے بھائی پیر علی مظفر شاہ سجادگی پر اپنا حق جتلا رہے تھے یہ معاملہ آخر کار عدالت تک پہنچا جہاں کافی عرصہ تک کیس چلنے کے بعد دسمبر ۱۸۹۹ء میں اس کا فیصلہ سید شاہ مردان شاہ کے حق میں ہوا۔ پیر شاہ مردان شاہ اول ایک عالم اور اسلام کے پابند تھے انہیں اسلام سے اتنی محبت تھی کہ رات کو کافی دیر تک عبادت کرتے تھے آپ نے قرآن پاک کی تین جلدوں میں سندھی زبان میں تفسیر لکھی جس کو تفسیر کوثر کہا جاتا ہے آپ صبح و شام غریبوں میں نقد پیسے و طعام اپنے

ہاتھوں سے تقسیم کرتے تھے آپ سے پہلے چار دیواریا (فیصل) کچی بنی ہوئی تھیں آپ نے کچی فیصل اور کچی رہائش گاہیں تعمیر کروائیں اسی لئے آپ کو کوثر دہنی کہتے ہیں آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عہد کیا تھا کہ اس ملک کو جائز و ظالم انگریزوں سے آزاد کرایا جائے ساری زندگی آپ جماد میں مشغول رہے اور ۷ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ وہ لکھتے ہیں کہ

یا مواقع مان مراد مسجد یوں ء مقبرا اصحابین سکون جا آہن جن کہ پان مشابہت تارن سان ذنی آکن اصحابی کالنجوم الخ ترجمہ! ”یا مواقع سے مساجد اور صحابہ کرام کے مزارات مراد ہیں اس لئے کہ انہیں ستاروں سے مشابہت دی گئی ہے کہ اصحابی کالنجوم۔“

فائدہ

ایک ولی کامل کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ مزارات محبوبان خدا اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہیں کہ ان کی قسم قرآن مجید میں یاد فرمائی جس بد قسمت کو مزارات سے دشمنی ہو تو سمجھو کہ وہ خدا تعالیٰ کا منضوب و مبغوض اور بدترین انسان ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیاء اللہ اور ان کے متعلقات و منسوبات سے عقیدت و محبت عطا فرمائے (آمین)

صلى الله عليه وسلم على بيت النبى عليه السلام جدار فكان اول من
بنى عليه جد ارا عمر ابن الخطاب ثم بناه عبد الله ابن الزبير وكانت
حجرة من الكعبة من سعير مربوطة فى خشب عروة ترجمه دى ہے جو
اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۱۔ بخاری جلد اول کتاب البناۃ لبتائر باب ماجاء فی قبر النبى و ابی
بکر و عمرو میں ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک کے زمانہ
میں روضہ رسول ﷺ کی ایک دیوار گر گئی اخذ و فی بناء صحابہ کرام اس
کے بنانے میں مشغول ہوئے۔ فبیت لهم قدم فضروا و ظنونا انها قدم
النبی علیہ السلام "ایک قدم ظاہر ہو گیا تو کھرا گئے اور سمجھے کہ یہ حضور
علیہ السلام کا قدم پاک ہے" حتی قال لهم عروة لا والله ما هي قدم النبى
عليه السلام ما هي الا قدم عمر جذب القلوب الي ديار المحبوب میں شیخ
عبد الحق فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ھ میں جمال الدین اصفہانی نے علماء کرام کی
موجودگی میں صندل کی کٹڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی۔ (۶)
۵۵۷ھ میں بعض عیسائی عابدوں کی صورت میں مدینہ منورہ میں آئے اور
سرنک لگا کر نقش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تین بار بادشاہ کو خواب میں فرمایا۔ لہذا بادشاہ نے ان کو قتل کرایا
اور روضہ مقدس کے آس پاس پانی تک بنیاد کھود کر سیسہ گلا کر اس کو بھر دیا
پھر ۶۷۸ھ میں سلطان قلاؤں صالحی نے یہ گنبد ہز جو اب تک موجود ہے
بنوایا (تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" اور "تاریخ گنبد
فخراء"

باب ۲

احادیث مبارکہ

اصطلاح شرع شریف میں نبی پاک ﷺ کے قول و فعل عمل ایسے ہی
صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور اعمال کا نام حدیث ہے حضور نبی پاک ﷺ
کے مزار کے اوپر گنبد خضرا قبہ مبارک اور چار دیواری وغیرہ ثبوت کیلئے کافی
ہے اس قبہ مبارک کی تاریخ ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضور سید عالم ﷺ کو حضرت صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا گیا اگر یہ
ناجائز تھا تو پہلے صحابہ کرام اس کو گرا دیتے پھر دفن کرتے۔
۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضور کے مزار کے گرد
کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچا دی۔

۳۔ ولید ابن الملک کے زمانہ میں سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے تمام صحابہ
کرام کی موجودگی میں ۸۸ھ میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں
پتھر لگوائے چنانچہ خلافتہ الوفا یا خیار دار المصطفیٰ مصنفہ سید سمودی میں ہے کہ
عن عمرو ابن بینار و عیینہ اللہ ابن ابی زید قال لم یکن فی عہد النبى

قائدہ

اصول اسلام سے ہے کہ جو امر حضور ﷺ کیلئے جائز ہے وہی آپ کے وارثین اولیاء کرام کیلئے بھی جائز ہے جب حضور ﷺ کا گنبد اقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجویز فرمایا اور تاحال اسی آن بان سے ہمارے میں موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیامت موجود رہے گا تو اولیاء کرام کے قبہ جات بھی جائز ہیں مخالفین کے پاس اگر گنبد خضراء کے عدم جواز کی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔

سوال

حضور نبی پاک ﷺ کے مزار اقدس پر تعمیر اور قبہ آپ کے خصوصیات سے ہے جیسے دوسرے خصوصیات میں آپ کا کوئی شریک نہیں یہاں بھی کوئی ولی آپ کی خصوصیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

جواب ۱

اولاً "تو خصوصیات مخصوص برسول (ﷺ) کے تم قائل نہیں جیسے ہم نے مقدمہ میں حوالہ جات عرض کئے ہیں کہ تم کہتے ہو حضور کا گنبد و قبہ شرعاً "گرا نا واجب ہے۔"

جواب ۲

یہ خصوصیت کس حدیث و روایت میں ہے۔

جواب ۳

خصوصیت ہے تو پھر اس میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی مدفون ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی یہاں مدفون ہوں گے۔

۲۔ مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا کہ اعلم بها قبر اخی وابہ فن الیہ من مات من اہلی ترجمہ! "کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی پتھر اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے"

۳۔ بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقاً ہے کہ حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمان میں تھے ان اشدنا وثیبة النبی یشیب قبر عثمان ابن مظعون حتی یجاوزه ہم میں بڑا کودنے والا تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا (ف) مشکوٰۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویذ اس پتھر کا تھا اور دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکوٰۃ میں جو آیا ہے کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اس کو لگایا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا۔ ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے ماکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے کیونکہ

اولیاء و عوام کے درمیان امتیاز ضروری ہے۔

مسئلہ

نقباء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی زمین نرم ہو تو لوہے یا لکڑی کے صندوق میں میت کو رکھ کر دفن کرنا پڑے تو اس کے اندرونی حصہ میں چاروں طرف مٹی سے ہرگھل کر دو (شای اور عالمگیری وغیرہ باب دفن المیت) اس سے معلوم ہوا کہ قبر کو اندر سے کچا ہونا چاہئے۔

علمی قاعدہ

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مزار کو سرکارِ دو عالم ﷺ کا اونچا کرنا مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد ہے جو گویا اسلام یعنی مدنی زندگی کا پہلا دور ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے وہابی نجدی استدلال کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قبور کو ڈھانے کا حکم دیا تھا وہ حضور علیہ السلام کے وصال کے قریب کا دور ہے اب ہمارا سوال ہے کہ یا تو وہابیہ ثابت کریں کہ حدیث ابن مظعون منسوخ ہے حالانکہ منسوخ نہیں یا مان جائیں کہ جن قبور کو ڈھانے کا حکم تھا وہ یہود و منافقین کی قبریں تھیں اس حدیث ابن مظعون رضی اللہ عنہ کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں سوائے ہیرا پھیری کے ہاں ان کا یہ سوال عامتہ الورد ہے کہ قبور پر قبہ وغیرہ بنانا پھر انہیں مساجد کی طرح آراستہ کرنا وغیرہ وغیرہ تو اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا فلہذا ان بدعتی امور سے احتراز لازم ہے تفصیلی جوابات اور تحقیقی بیانات تو ہم آگے چل کر عرض کریں گے یہاں سردست اتنا کافی ہے کہ ہمارے نزدیک انبیاء اولیاء کرام سے بڑھ کر

کوئی معظم و مکرم نہیں اور ان کے مزارات پر قبہ جات برائے ضرورت اور انہیں آراستہ و پیراستہ کرنا ان کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو منتش کرنا۔ اسی طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن اس زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت درپیش ہوئی تو یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے شای میں ہے۔ وماروی عن ابن مسعود جریب القرآن کلن فی ذمہم و لم من شئ یختلف باختلاف الزمان و العکان ”ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی رکھو یہ اس زمانہ میں تھا اور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں نیز شای میں ہے کہ قرآن کو چھوٹا کر کے نہ چھاپو یعنی حمائل نہ بناؤ بلکہ اس کا قلم موٹا ہو حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کیلئے اسی طرح یہ بھی ہے اول زمانہ میں تعظیم وغیرہ پر اجرت لینا ناجائز تھا جس کی تفصیل فقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورتاً جائز کیا گیا۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جب سے وہابی تحریک چلی ہے اور اس کا سب سے اہم مقصد انبیاء و اولیاء کرام کی قدردانی و منزلت گھٹانا ہے بلکہ ان کی تعظیم و تکریم کے امور کو شرک اور حرام کہنا ان کا شعار ہے جیسے آج کے دور نجدی حکومت میں مدینہ طیبہ میں آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر تصدیق کی جاسکتی ہے کہ وہاں ادب و تعظیم پر پابندی اور بے ادبی و گستاخی پر عملدرآمد ہو رہا ہے اس لئے باقاعدہ مذکورہ ہمارے لئے اور زیادہ ضروری ہو گیا کہ ہم انبیاء و اولیاء کے اعزاز و اکرام کیلئے جتنا زور لگائیں کم ہے کیونکہ

تعمیم انبیاء و اولیاء ہمارا دین ہے اگر دین کے دوسرے امور میں اضافے جائز ہیں تو تعمیم نبوت و ولایت کیلئے بھی اضافے جائز ہیں۔

۳۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف باب البکاء علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن علیؑ کا انتقال ہو گیا ضربت امواتہ القبة علی قبرہ سنة تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبر ڈالے رکھا۔

فوائد

۱۔ یہ صحابہ کرام کے زمانہ میں سب کی موجودگی میں ہوا کسی نے انکار نہ کیا
۲۔ ان کی بیوی ایک سال تک وہاں رہیں پھر گھر واپس آئیں۔ جیسا کہ اسی حدیث میں ہے + اس سے بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔

۳۔ درجہ ابن امام زین العابدین کے اس فعل کے ماتحت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں الظاهر انه لاجتماع الاحباب للنکر والقراءة و حضور الاصحاب بالمحوفرة اما حمل فعلها علی العبث المکروه فغیر لائق لصنيع اهل البيت ظاہر یہ ہے کہ یہ قبر دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کیلئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔ (فائدہ) معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور ذائریں کے آرام کیلئے جائز ہے۔

۴۔ حضرت عمرؓ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبر

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر۔

۶۔ حضرت محمد ابن حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قبر پر

۷۔ بنایا، مستے شرح موطا امام مالک میں ابو عبد اللہ سلیمان علیہ الرحمۃ فرماتے

۸۔ روی عن ابن عباس لعامت بالطنائف صلی علیہ السلام محمد

بن الحنفیہ رجعل قبرہ مسنما و ضرب علیہ نسطاطا جب کہ طائف

میں ابن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد ابن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی

قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر پختہ قبر بنایا۔۔۔ یعنی شرح بخاری میں ہے۔ ضوبہ

محمد ابن الحنفیہ علی قبر ابن عباس ان صحابہ کرام نے یہ فعل کئے اور

ساری امت روضہ رسول ﷺ پر جاتی رہی کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے

اس روضہ پر اعتراض نہ کیا سوائے ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے

کہ یہ نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ وہاں پر جانے والوں کو مشرک کہتے ہیں

حالانکہ مزار اقدس پر مجاوری بھی ثابت ہے اس لئے کہ مجاور اسی کو تو کہتے

ہیں جو کہ قبر کا انتظام رکھنے کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ

وغیرہ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظم اور چابی والی تھیں

جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے

(مشکوٰۃ باب الدفن) آج تک روضہ مصطفیٰ ﷺ پر مجاور رہتے ہیں کسی نے

ان کو ناجائز نہ کہا ہاں وہابی غیر مقلد تو مجاوری کو ممکن ہے اب بھی حرام کہتے

ہوں لیکن ان کے چھوٹے برادر دیوبندی کسی زمانہ میں ان کے اتھ مل کر

مجاوری کو حرام حرام کہتے تھے لیکن جب سے محکمہ اوقاف کی مہربانی سے ان درباروں (مزارات اولیا کرام) کی مجاوری نصیب ہوئی ہے اور اب درباروں (مزاروں) پر ایسے سلیقے سے حج کر بیٹھے ہیں گویا سات پٹے مجاور ہیں تو بے شک تعالیٰ ان کے نزدیک مجاوری عین اسلام ہے اگر محکمہ اوقاف ان مزارات کی ملازمت سے یہ طرف کر دے تو پھر بدستور کہیں گے کہ مجاور حرام حرام وغیرہ وغیرہ۔

۷۔ بخاری شریف کتاب البناز باب الجرید علی القبر جلد اول میں ہے رأی ابن عمر فسطاطا علی قبر عبدالرحمن فقال انزعہ یا غلام فان یظلمہ عملہ ترجمہ! ”حضرت ابن عمر نے حضرت عبدالرحمن کی قبر پر خیر (قبہ) دیکھ کر فرمایا اے نوجوان اسے علیحدہ کر دے اس پر اس کے اعمال سام کر رہے ہیں۔

فائدہ

مزار پر سائبان خیمہ لگانا ثابت ہوا حضرت ابن عمر کا منع کرنا خیمہ لگانے والے کی غلط فہمی کا ازالہ مطلوب تھا اس لئے اس نے سمجھا ہوگا کہ اس سائبان سے میت کو کوئی فائدہ ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے تفصیل آتی ہے۔

○ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادر کلان نے قبہ بنایا چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علامہ سمہودی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ۔

در خبر است کہ چوں عقیل ابن ابی طالب چاہے در دار خود حضر کرد از خاک بر آمد کہ در دے نوشتہ اند قبرا ام حبیبہ بنت مسخر بن حرب عقیل آل محمد را پادشاست و عمارتے بر بالائے قبر بنا کردو سمہودی گوید روایات ہمہ ناظر اند و انکہ قیور امہات المؤمنین در ہمیں جا باشند کہ زیادت ایشان می کنند

”حدیث میں ہے کہ عقیل نے گھر میں کنواں کھودا اس سے ایک پتھر نکلا اس پر لکھا تھا کہ قبرا ام حبیبہ بنت مسخر بن حرب کی ہے عقیل نے وہ کنواں بند کر کے اس پر ایک تعمیر کی سمہودی نے فرمایا ہے کہ امہات المؤمنین کے مزارات اسی جگہ پر ہیں جہاں آج کل زیارت کی جاتی ہے۔

فائدہ

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کا فعل حجتہ ہے اور وہ بھی دو سرے صحابہ کرام اور تابعین کی موجودگی میں جب کہ اس تعمیر پر کسی کا انکار بھی مقبول نہیں۔

حضرت علامہ شاہ مظہر اللہ نقشبندی امام مسجد فتحپوری دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں مصباح النظام سے بقول شاہ عبدالعزیز محدث لکھا ہے کہ سیدنا عمر فاروق نے جب ملک شام فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کے مزارات پر قبے بنے ہوئے ملاحظہ فرمائے۔

فائدہ

ان روایات سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔ قبہ جات بر مزارات اسلامی اور دین حق کا شعار ہے کہ سابق انبیاء

علیہ السلام کے اہل ایمان متبعین مزارات پر قبہ جات بنایا کرتے۔

اگر قبہ جات مزارات پر ناجائز ہوتے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا کہ ممکن بھی قبول کو باقی نہ رہنے دیتا فوراً ان کے توڑنے کا حکم فرماتا۔
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان قبول کو جوں کا توں رکھا جس سے ثابت ہوا کہ جمہور اسلامی شعار ہے جو غیر القرون سے تاحال جاری و ساری ہے اگر اختلاف ہے تو صرف نجدیوں و ہابیوں کو۔

ترمذی میں بی بی میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے متعلق ہے
وَبَفَنَّا فِي الظِّلَّةِ الَّتِي بَنَى بِهَا فِيهَا "ہم نے انہیں اس غلہ میں دھس کر جس میں ان کا زفاف ہوا"

فائدہ

غلہ ہچوں صفہ و سائبان کہ جس میں برودت (سردی) و حرارت کا ہونا ہو سکے صفہ دیوان خانہ یعنی نشست گاہ بلند جو مستقیم ہو کو شک یعنی بلند تھا۔
دیوان بزرگ (غیاث و منتخب و قاموس) یہی قبہ جات بر مزارات کا ثبوت ہے۔

سوال

طبقات ابن سعد میں ہے کہ وَبَفَنَتْ فِي مَوْضِعٍ قَبْتِهَا یعنی وہ بی بی قبہ کے مقام میں دفن ہوئیں اس سے مقام قبہ (جگہ کا نام) مع ثابت ہوا کہ قبہ بر مزار ہے۔

جواب ۱

ہماری بیان کردہ روایت میں اللہ ہے قبہ اور مولد میں فرقہ ہے ممکن ہے کہ مقام قبہ کوئی ہو لیکن اللہ کے ثبوت کے متناقی نہیں۔

جواب ۲

ابن سعد کے رواۃ میں ایک راوی میمون ہے وہ مدلس مشہور تھا دوسرا راوی جعفر ہے اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہی تھا فلہذا یہ حدیث ضعیف قابل اعتماد ہے۔

جواب ۳

ابن سعد نے صفیہ بنت شیبہ لکھا ہے اور اس نام کی کئی مستورات ہیں معلوم ابن سعد کس صفیہ کا لکھ رہے ہیں ہم نے تو بی بی میمونہ ام المؤمنین کا لکھا ہے۔

جواب ۴

ہم نے صحاح ستہ کی صحیح ترمذی کی روایت عرض کی اور مخالفین ابن سعد کا نام لیتے ہیں کہاں امام ترمذی کہاں ابن سعد اور ظاہر ہے کہ ابن سعد کی روایات کا اکثر حصہ و اقدی سے ماخوذ ہے صحاح ستہ کی صحیح اور معروف مستند کو چھوڑ کر ایک کمزور روایت کے سہارا لینے کا کیا معنی۔ بنام "بفنتہ الاحباب و بفنتہ الطالب فی اللط و الزارات و التراجم التبع المبارکات" اس میں بے شمار بزرگوں کے قبہ جات کی تصریحات موجود ہیں۔

امام کرمانی شارح بخاری

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں لکھتے ہیں کہ امام کرمانی شارح بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں اپنی قبر بنا کر اس کے ارد گرد گنبد بنوایا اور بعد الوفا اسی میں مدفون ہوئے کہی نے ان کے اس فعل کا انکار نہ کیا۔

فائدہ

امام کرمانی شارح بخاری اور ان کے ہم عصر علماء کرام سے مخالفین کو طفل مکتب ہونے کی نسبت بھی نہیں چہ جائیکہ اپنے میاں مٹھو بن کر نحن رجال وہم رجال کہہ کر جس طرح کی بے پر کی اڑائیں۔

باب ۳

فتاویٰ علمائے کرام

جن احادیث مبارکہ سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ ان کی کج فہمی اور ابن تیمیہ و نجدی کی عقیدت کا قریب ہے ورنہ ان احادیث مبارکہ کو اصناف صالحین نے بھی پڑھا بلکہ ان سے کہیں زیادہ پڑھا اور جیسے انہوں نے احادیث کو سمجھا مخالفین کو انکا عشر عشر بھی نصیب نہیں اسی لئے ذیل میں اصناف صالحین کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

روح البیان جلد ۳ پارہ ۱۰ زیر آیت انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ میں ہے فبناء قباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز انا کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقر اصحاب ہذا القبر اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں۔

۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں ہے قد اباح السلف البناء علی قبور العشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس و یستریحوا بالجلوس پہلے علماء و مشائخ اور علماء کی قبروں پر

کلی حجت نہیں اور یہی قول پسندیدہ ہے۔

سوال

ہر جگہ فقہ میں قیل علامت ضعف نہیں اور بعض جگہ ایک مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں اور دونوں قیل سے ہاں معقولات میں قیل علام ضعف قیل کی مکمل بحث فقیر کے رسالہ ”قیل قالوا“ میں ہے۔

مطہاوی علی مرقی الافلاح ص ۳۳۵ میں ہے وقد اعتاب اهل العصر وضع الاحجاز لفظا القبور عن الاندلس والنیش ولا باس به وفي الدرر ولا يجصص ولا يطین ولا يرفع عليه بناء وقیل لا باس به وهو المختار مصر کے لوگ قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اکھڑنے سے محفوظ رہیں اور قبر کو گج نہ کی جاوے نہ کھل کی جائے نہ اس پر عمارت بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ جائز ہے اور یہ ہی مختار ہے۔

المیزان الکبری جلد اول کتاب الجنازہ میں امام شعرانی فرماتے ہیں ومن ذلک قول الائمه ان القبر لا یبنی ولا یجصص مع قول ابی حنیفہ یجوز ذلک قال الاول مشد ب والثانی مخفف اس میں سے ہے دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے اور نہ اس کو گج کی جاوے۔

یہودیکہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے پس پہلے قول میں

عمارات بنانا جائز فرمایا ہے کہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں ”در آخر زمان بہت اختصار نظر عوام پر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقام مشائخ و علماء دیدہ چیز ہاں افزودند تا آنجا بہت دشوکت اہل اسلام و اہل اصلاں پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اندائے دین از ہنود و کفار بے شمار اند و ترویج و اعلا شان ایں مقامات باعث رعب و اقیاد ایشان است و بسیار اعمال و افعال و اوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ اند در آخر زمان از مستحبات گشتہ“ ترجمہ! ”آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے لہذا مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کردی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاص کر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلان شان کفار کے رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

۴۔ شای جلد اول باب الدفن میں ہے وقیل لا یکرہ البناء انا کان الحمیت من المشائخ والعلماء والنسابة کہا گیا ہے کہ اگر میت مشائخ اور علماء اور سادات کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے۔

۵۔ در مختار میں اسی باب الدفن میں ہے لا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس به وهو المختار قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس

مذہب بنایا اور ایسے مجرم کی سزا سوائے جہنم کے اور کہاں؟۔ گکھروی
 بد بخت کو کیا معلوم کہ امام شعرانی قدس سرہ کا کتنا مرتبہ بلند ہے اسے
 معلوم نہ ہو تو گھر کی گواہی پڑھ لے۔

امام شعرانی کا مقام

مخالفین کے مابین تازہ ہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور ۲۰ جون ۱۹۶۳ء
 کے پرچہ میں صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ ”اللہ
 تعالیٰ نے مجھ پر انعام فرمایا ہے کہ میں مصر میں ہوتے ہوئے حضور علیہ السلام
 سے اس طرح گفتگو کرتا ہوں جیسے کوئی ہم مجلس سے بات کرتا ہے میں مصر
 میں ہوتا ہوں اور حضور ﷺ کی آرام گاہ پر میرے ہاتھ ہوتے ہیں اور فرمایا
 کہ جس کو یہ حال اور ذوق حاصل نہیں ہے وہ اس قسم کی گفتگو اور مشاہدہ کا
 انکار کرتا ہے“ (لٹائف المتن مصنفہ امام شعرانی صفحہ ۱۳۲، خدام الدین ۲۸
 جون ۱۹۶۳ء)

فائدہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دلی اللہ مصر میں بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ
 میں منورہ تک بڑھا سکتے ہیں یہ تو ایک ولی کی طاقت ہے تو پھر سید الانبیاء ﷺ
 کی قدرت و طاقت کے تو کیا کہنے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اب بھی حضور ﷺ
 کا نور پاک تمام جہان کو روشن کئے ہوئے ہے اور ہر جگہ وہ ہر مقام سے
 دیکھنے والے آپ کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

نحی ہے اور دوسرے میں آسانی۔

فائدہ حنفیہ

امام مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان مل گیا کہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا جائز
 ہے دیوبندی چونکہ خود کو حنفی کہلاتے ہیں (اگرچہ درحقیقت یہ بھی وہابی ہیں)
 اسی لئے انہیں یہ قول مان لینا چاہئے تھا لیکن بجائے ماننے کے امام شعرانی
 رحمۃ اللہ کو صرف صوفی سمجھ کر انکار دیا اور کبیری کی ایک عبارت کا سہارا
 ڈھونڈ لیا چنانچہ دیوبندیوں کا رئیس الحرمین سرفراز گکھروی راہ سنت میں لکھتا
 ہے کہ دسویں صدی کے ایک صوفی کی بے سند نقل اور بے سروپا روایت
 سے (جو نقل مذہب میں ہزاروں غلطیاں کر جاتے ہیں الخ صفحہ ۱۸۲)

تبصرہ اولیٰ غفرلہ

قارئین! دیکھا ایک معمولی لکھا پڑھا ملا دیوبندی کس طرح ایک عارف
 باللہ اور محبوب اللہ کامل ولی اللہ پر برس رہا ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے
 امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے قبہ جات کا ثبوت بہم کیوں پہنچایا۔ اور بیک سانس
 بے سند نقل اور بیسروپا روایت کا الزام تعویپ کر انہیں ہزاروں غلطیوں کا
 مرکب گردانا حالانکہ جملہ اہل مذاہب (احناف، حنبلیہ، مالکی، شافعی) متفق ہیں
 کہ امام شعرانی قدس سرہ نے المیزان الکبریٰ لکھ کر مذاہب کی تطبیق کا جو
 کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے افسوس ہے کہ
 تعصب مذہبی نے گکھروی کا بیڑا غرق کر دیا کہ ان پر کیسے گندے الزام لگائے
 اور ہزاروں غلطیوں کا مرکب اور غلط روایت و بے سند نقل کا ناقص اسلام کا

قائدہ

اسی خدام الدین مذکور میں لکھا ہے کہ اس شبہ کے جواب میں کہ دور کے اقطار میں بہت سے دیکھنے والے ایک وقت میں حضور علیہ السلام کو کیوں کر دیکھتے اور مشاہدہ کر لیتے ہیں حافظ سیوطی فرماتے ہیں ترجمہ ”اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان میں سورج اور اس کا نور تیز اور چمکدار پھیلاؤ میں مشرق و مغرب کے شہروں تک پھیلتا ہے“ (الحاوی جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ مصنف علامہ سیوطی از خدام الدین ۲۸ جون ۱۹۶۳ء)

اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو جو خواب میں دیکھے وہ آپ کو بیداری میں بھی ضرور دیکھے گا اسی خدام الدین مذکورہ پرچہ میں لکھا ہے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھ لے گا۔ رسالت مآب یہ وعدہ فرماتے ہیں کہ بیداری میں حضور کا مشاہدہ اور دیکھنا ہو سکتا ہے“ (خدام الدین ۲۸ جون ۱۹۶۳ء)

امام شعرانی پر الزام کا جواب

امام شعرانی قدس سرہ نے تطبیق مذاہب اربعہ میں جن ائمہ عظام کے اقوال نقل فرمائے ہیں وہ صحیح اور مستند ہیں صرف گھڑوی کو اپنا انجام برباد کرنا تھا سو کر دیا ورنہ کبیری کی جو عبارت نقل کی ہے اس کی سند صحیح کا کیا ثبوت ہے صرف وہی جو اس نے خود فرمایا جو گھڑوی کو غلط فہمی سے بھاگیا اور وہ بھی ہمارے موقف کے متافی نہیں اس لئے کہ مکروہ مطلق جہاں بتایا گیا

جہاں عام قبور مراد ہیں جس کے ہم بھی قائل ہیں اور جہاں اسے جواز بتایا گیا اس کو اس انبیاء و اولیاء مراد ہیں تفصیل آتی ہے (انشاء اللہ)

فرعونی وراثت

اس باب کے آخر میں عرض کروں کہ مزارات اور قبہ جات کے گرانے کے خیالات فرعون کی وراثت ہے چنانچہ حضرت النابلسی قدس سرہ کی کشف المحجوب سے صاحب تفسیر روح البیان نے پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت اذا جاء معونک تحت الشجرة میں لکھا کہ بعض مغرور لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں لہذا ہم ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں کوئی قدرت نہیں ہے۔ وہ اپنی قبروں کو گرنے سے بچا لیتے فاعلم ان هذا الصنيع کفر صراح ما ملوہ من قول فرعون ذ رونی اقتل موسی و لیدع ربہ انه اضاف ان یبدل بینکم او یظهر فی الارض الفسادی تو جان لو کہ یہ کام خالص کفر ہے فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کر دوں وہ اپنے خدا کو بلالے میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارا دین بدل دیگا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا“ یعنی قبیہ اور قبور ڈھانا ایک امر موہوم ہے یعنی عوام کو گمراہی کے خوف سے اور واقعی یہ امر موہوم ہے ورنہ چودہ صدیوں سے اولیاء کرام کے ماننے والے اہل سنت عوام گمراہ ہوئے نہ گمراہی کا شائبہ ان سے صادر ہوا۔ البتہ ان پر بدگمانی کرنے والے خود گمراہی کے دلدل میں ایسے پھنسے کہ نجات کا امکان بھی نہ رہا۔

داخل کو نجات کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک شرک ہے۔
۱۔ ہم مزارات کا اعزاز و اکرام عوام کے قلوب میں بٹھانے کو ان کی
سلامتی ایمان اور دعویٰ امور کا وسیلہ اور آخرت کی نجات کا اعلیٰ ذریعہ سمجھتے
ہیں اور وہ اسے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔

دلائل

۱۔ ہمارے مذکورہ بالا اصول پر عقل بھی چاہتی ہے کہ قبہ جات جائز ہیں
مومن "دیکھا گیا ہے کہ عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے نہ
احترام اور نہ زیادہ فاتحہ خوانی نہ کچھ اہتمام بلکہ لوگ پیروں سے اس کو
روندتے ہیں اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ پڑا ہوا پاتے ہیں
سمجھتے ہیں کہ کسی بزرگ کی قبر ہے اس سے بچ کر نکلتے ہیں بلکہ خود بخود فاتحہ کو
ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔

۲۔ مشکوٰۃ باب الدفن میں اور مرقات میں ہے کہ مسلمان کی زندگی اور
بعد موت یکساں ادب چاہئے اسی طرح عالمگیری کتاب الکراہیت اور اشعۃ
اللمعات باب الدفن میں ہے کہ والدین کی قبر کو چومنا جائز ہے۔

۳۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ قبر سے اتنی دور بیٹھے جتنی دور کہ صاحب قبر کی
زندگی میں اسے پہنچتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ میت کا احترام قدر زندگی کے
احترام کے ہے اور اولیاء اللہ تو زندگی میں واجب التعظیم تھے لہذا بعد موت
بھی اور قبر کی عمارت اس تعظیم کا ذریعہ ہے لہذا کم از کم مستحب ہے۔

۴۔ جس طرح تمام عمارات میں سرکاری عمارتیں یا کہ مساجد ممتاز رہتی

باب ۴

عقوبات سے

دیوبندیوں دہائیوں سے ہمارے اصولی اختلافات ہیں ان اصولوں کا تعد
ہو جائے تو کوئی جھگڑا نہ رہے گا لیکن نہ وہ اپنے اصول ترک کر سکتے ہیں نہ
مثلاً "ہم انبیاء و اولیاء کو مزارات میں زندہ مانتے ہیں صرف قلب مکان ہو
ورنہ انبیاء کی حقیقی اور اولیاء کی برزخی زندگی حق ہے وہ کہتے ہیں کہ انبیاء
و اولیاء مرکز مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) تقریباً ایمان وغیرہ)

۲۔ ہم انبیاء و اولیاء کے مزارات کو مقدس و معظم سمجھتے ہیں اور ان کی
تعظیم بکریم کو عین اسلام سمجھتے ہیں اور وہ ان کے مزارات کو مٹی کا ڈھیر اور
ان کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں۔

۳۔ ہم مزارات والوں سے مدد کے قائل و عامل ہیں اور وہ اسے شرک
اکبر اور ہمیں ابو جہل سے بدتر مشرک کہتے ہیں۔

۴۔ ہم مزارات کے قرب میں بیٹھ کر فیوض و برکات موسلا دھار بارش
کی طرح نزول رحمت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ایسا عقیدہ کفر و
شرک۔

۵۔ ہم مزارات والوں کے نزدیک بیٹھ کر قرآن خوانی اور عبادات و

ہیں کہ ان کو پہچان کر لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں علماء کو چاہئے کہ اپنی وضع قطع لباس صورت اہل علم کا سا رکھیں تاکہ لوگ ان کو پہچان کر مسائل دریافت کریں اسی طرح چاہئے کہ علماء و مشائخ کے قبور عام قبروں سے ممتاز رہیں تاکہ لوگ پہچان کر ان سے فیض لیں۔

۵۔ مقابر اولیاء اللہ شعائر اللہ ہیں جیسا کہ ہم پہلے تفسیر روح البیان کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں اور شعائر اللہ کا ادب ضروری ہے قرآن سے ثابت ہے لہذا قبروں کا ادب چاہئے ادب کے ہر ملک اور ہر زمانہ میں علیحدہ طریقہ ہوتے ہیں جو طریقہ بھی ادب کا خلاف اسلام نہ ہو وہ جائز ہے حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں قرآن پاک ہڈیوں اور چمڑے پر لکھا جاتا تھا مسجد نبوی کچی تھی اور چھت میں کھجور کے پتے تھے کہ بارش میں ٹپکتی تھی مگر بعد کے زمانہ میں مسجد نبوی اور شاندار روضہ رسول ﷺ بہت اہتمام سے بنائے گئے اور قرآن کو اچھے کانڈ پر چھاپا گیا۔

در مختار کتاب الکراہیۃ فصل فی السجۃ میں ہے وجاز تحلیۃ المصحف لعمایہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد اس کے ماتحت شامی میں ہے ای بالذهب والفضۃ یعنی قرآن کریم کو چاندی سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو منقش کرنا۔

۶۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت درپیش ہوئی یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔ شامی میں اسی جگہ ہے روی عن ابن مسعود جربہ القرآن کان فی زمنہم وکم من شئ یختلف باختلاف الزمان

۷۔ ان ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی کرنا اس زمانہ میں تھا اور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں اسی مقام پر شامی میں ہے کہ قرآن کو کو پھونکا کر کے نہ چھاپو یعنی اس کا قلم مونا ہو حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کے لئے۔

خیر القرون یعنی اول زمانہ میں تعلیم قرآن و اذان و امامت پر اجرت حرام تھا حدیث و فقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورتاً جائز کیا گیا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں خود زندہ لوگوں کو پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی صحابی نے پختہ مکان بنایا تو حضور علیہ السلام ناراض ہوئے یہاں تک کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا جب اس کو گرا دیا تب جواب سلام دیا (مشکوٰۃ کتاب الرقاق فصل ثانی) اسی مشکوٰۃ کتاب الرقاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا لم یبارک للعبد فی مالہ جعلہ فی الماء وانطین جب عمار کے مال میں بے برکتی ہوتی ہے تو اس کو اینٹ گارے میں خرچ کرتا ہے لیکن ان احکام کے باوجود عام مسلمانوں نے بعد میں پختہ مکان بھی بنائے اور مسجدیں بھی۔ تعجب ہے کہ جو حضرات اولیاء اللہ کی قبروں کے پختہ کرنے یا ان پر قبہ بنانے کو حرام کہتے ہیں وہ اپنے مکان کیوں عمدہ اور پختہ بناتے ہیں اگر بدعات مذکورہ اسلام میں کسی اصول اسلامی کی مخالفت جائز ہیں تو اولیاء اللہ کے قبہ جات بھی انہی اصول پر جائز ہیں۔

۸۔ اولیاء اللہ کی مقابر کا پختہ ہونا وہاں ہندو اور دیگر کفار زیارت کو جاتے ہیں بہت سے ہندوؤں اور رافضیوں نے خواجہ صاحب کی دھوم دھام

دیکھ کر اسلام قبول کر لیا اور سچے پکے سنی مسلمان ہو گئے تجربہ شاہد ہے کہ بڑے پایہ کا ولی اللہ ہو لیکن اس کے مزار پر کسی قسم کا اہتمام نہ ہو تو مزار پر بہت کم لوگ جاتے ہیں لیکن صحیح انتظام ہو وہاں عوام کا بندھا رہتا ہے۔ قطع نظر اختلاف کے مخالفین بتائیں کہ مساجد میں مومنہ انتظامات بدعت ہیں جن مساجد میں بہترین انتظام ہو کہ گرمیوں میں کٹھینڈ سردیوں میں گرم پانی اور فرش فروش وغیرہ ہو تو مساجد نمازیوں بھر جاتی ہیں اگر آج بھی زمانہ نبوی کے مطابق کوئی مسجد ہو کہ نہ روشنی فرش و فروش اور چھت کچی اور دیوار ہی دیوار جس کی نہ کھڑکی نہ روشنی تو پھر دیکھئے کتنے نمازی آتے ہیں۔

۹۔ قبرستان کی ساری قبریں کچی ہوں تو وہ تھوڑے عرصہ میں گرا کر برابر ہو جاتی ہیں اور سادہ زمین پر عوام قبضہ جمالیاتے ہیں لہذا اب ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ ہوں تاکہ ان سے زمین قبرستان ہونا بلکہ اس کے حدود معلوم ہیں۔

۱۰۔ دور حاضریہ میں کہ ہواؤ ہوس کا دور دورہ ہے خواہشات نفسانیہ رائج ہے خود غرضی زوروں پر ہے حقوق تلفی میں کسی کا حیاء و شرم تل بھریبت میں اتنی وسعت ہے تو اولیاء کرام کے مزارات کیلئے اسے بڑھ کر تصور میں نہیں آتا سابق دور میں ہمت درویش بکلمے بکجند والا معاملہ تھا جس سے ہمت ہوئی چاہئے بالخصوص دور حاضریہ میں کہ وہابیت اولیاء دشمنی میں ایزی آج باپ بیٹا ایک مکان اور ایک کمرہ میں یکجا رہنا گوارہ نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ زور لگا رہی ہے بلکہ وہ تو مزارات کو بت خانے سمجھتے ہیں ان کا بس ہے کہ آبادی کا تناسب ہر شہر و قصبہ میں روزانہ بڑھتا جا رہا ہے اسی لئے جہاں پہلے تو منٹوں میں مزارات پر مل چلا دیں خود ان سے پوچھ لیجئے فلذا اے بھی کسی کا سفید ٹکڑا زمین کا ملا قبضہ جمالیا اور گورستان کے بچے کچے قطعے تو قائل سنی ہو شیار باش۔

شیار مادر کی طرح سمجھے جاتے ہیں بلکہ ہم نے بے شمار گورستان آنکھوں سے

دیکھیں کہ کل اگر وہ ان کچی قبروں کا گورستان تھا تو صبح کو صاحب کی کوٹھی یا کم از کم جموٹیڑے والے مکان ضرور نظر آتے ہیں اسی لئے فقہاء کرام نے لکھا۔

مدارج النبوت میں ہے کہ بخارا میں پختہ قبور دیکھی گئیں کہ خشت پختہ تراشیدہ سے تعمیر شدہ تھیں۔

حضرت اسماعیل زاہد جو مشاہیر فقہاء سے تھے وہ بھی اس کے مجوز تھے کہ قبر پختہ ہوں (مطالب المؤمنین، مدارج)

فتاویٰ ہمایونی (سندھی) میں در مختار کی عبارت کے بعد لکھا کہ خشت پختہ زدن جائز است "بالائے قبر قبر کے اوپر پکی اینٹ ڈالنا جائز ہے۔"

فائدہ

فقہاء کرام کا یہ جواز اگرچہ اس وقت بوجہ ضرورت کے تھا کہ ریتی زمین یا گھر زدہ ہو تو اندر کا حصہ بھی بوقت ضرورت جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں ممانعت ہے اس کی خاص وجہ ہے جسے فقیر آگے لکھتا رہا کہ جو احادیث میں ممانعت ہے اس سے واضح ہوا کہ جب عام قبور کی حفاظت کیلئے اتنی وسعت میں اتنی وسعت ہے تو اولیاء کرام کے مزارات کیلئے اسے بڑھ کر تصور میں نہیں آتا سابق دور میں ہمت درویش بکلمے بکجند والا معاملہ تھا جس سے ہمت ہوئی چاہئے بالخصوص دور حاضریہ میں کہ وہابیت اولیاء دشمنی میں ایزی آج باپ بیٹا ایک مکان اور ایک کمرہ میں یکجا رہنا گوارہ نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ زور لگا رہی ہے بلکہ وہ تو مزارات کو بت خانے سمجھتے ہیں ان کا بس ہے کہ آبادی کا تناسب ہر شہر و قصبہ میں روزانہ بڑھتا جا رہا ہے اسی لئے جہاں پہلے تو منٹوں میں مزارات پر مل چلا دیں خود ان سے پوچھ لیجئے فلذا اے بھی کسی کا سفید ٹکڑا زمین کا ملا قبضہ جمالیا اور گورستان کے بچے کچے قطعے تو قائل سنی ہو شیار باش۔

باب ۵

ہم اہل سنت موت کو پل کی مانند سمجھتے ہیں قلب مکانی کر کے انسان دنیا سے عالم برزخ میں جا پہنچتا ہے اسی لئے ہم عوام مردگان کی عزت و اکرام کا بھی خیال رکھتے ہیں چہ جائیکہ انبیاء و اولیاء وہ تو بطریق اولیٰ اعزاز و اہمیت کے مستحق ہیں بلکہ مردہ (اہل قبر) دنیا والوں کی بے عزتی اور بے حرمتی برداشت نہیں کرتا چند دلائل۔

احادیث مبارکہ

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کسر عظم المیت و ککسره حیا (رواہ الامام احمد و ابورؤد و ابن ماجہ و اسناد حسن عن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ”مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا“

۲۔ یہ حدیث مند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے سید عالم ﷺ فرماتے ہیں المیت یونہی فی قبرہ ما یونہی فی بیتہ مردے کو قبر میں بھی ایسی بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے ایذا ہوتی ہے علامہ مناوی شریف فرماتے ہیں اناب ان حرمة المومن بعد موته باقیہ اس حدیث شریف

معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذی المومن فی موته کما فی حیاته مسلمان مردہ کو ایذا دینا ایسا ہے جیسے زندہ کو (رواہ ابوداؤد و ترمذی) علماء فرماتے ہیں المیت یتانی بمیتانی بہ الحی جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں (رد المحتار) اور حضرت علامہ شیخ تھقف رحمۃ اللہ علیہ اشعہ اللغات میں امام علامہ ابو یوسف بن عبدالبر سے نقل فرماتے ہیں ازینجا مسفاؤ میگردو کہ میت عالم میگردو تمام آنچہ متلذے شود بداں زندہ ”اس سے معلوم ہوا کہ جیسے زندہ کو درد یا لذت حاصل ہوتی ہے ایسے مردے کو“

انتباہ....!

یہاں تک کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے الشامیۃ عن الطحطاویۃ اخر کتاب الطہارۃ اور فرماتے ہیں کہ نقور علی ان المورور فی سکتہ حابۃ فیہا حرام مقبرے کی گھاس (بزو) کاٹنا مکروہ ہے کہ جب تک وہ (گھاس بزو) تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اس (بزو گھاس) سے اموات کا دل بھلتا ہے اس طرح ان پر رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔ ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز ہے مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لے جائیں اور یہ ممنوع ہے کہ انہیں گورستان میں چرنے چھوڑ دیں رد المحتار میں ہے کہ ویکرہ ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة و النیابس کما فی البحر

والد رر و شرح العنية وعد لله في الامد ابانه ملوالم رطباً يسبح الله والحنفي رحمته الله تعالى بانهم يتانون يحق النعال مرر
تعالى فيونس الميت وتنزل بذكره الرحمة ونحوه في الخانية انتهم في آواز سے ايزا پاتے ہیں۔

وفي العالم كبرية عن البحر الرائق او كان فيها حشيش يحش ويرسل الى الدواب ولا ترسل الدواب فيها

۳۔ بنی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مقابر میں جوتا پہنے چلنے دیکھا ارشاد فرمایا ہائے کم بختی تیری اے طاعتی جوتے والے پھینک اپنی جوتی (اخرج) الامعة ابو داؤد الترمذی والحاوی وغیرہم عن بشر بن الحصاصیۃ حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں۔

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رأى راجلاً يمشى بين القبور في نعلين فقال ويحك يا صاحب السبتينى الق سبتيتيك السبت

بكسر المهملة و سكون الموحدة هي الق لا شعر فيها قال القاضي عياض كان من عادة العرب ليس النعال بشعرها غير مد بوغة وكانت المد بوغة تعمل بالطنف وغيره (السنه) وہ جوتا جس میں بال نہ ہوں عرب کی عادت تھی غیر مدبوح بالوں والے جوتے پہنتے تھے ہاں بدلوئے طائف میں مستعمل ہوتے۔

الى رسول الله تعالى عليه وسلم جالساً على قبر فقال يا صاحب انزل من على القبر لا تؤذى صاحب القبر ولا يؤذى ولا يلفظ

ام الحنفى فلا يؤذى (اخرج الحاوى في معاني الآثار والبرانى في المعجم سند حسن والحاكم وابن منده عن عماره بن حزم) اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا

من حرم کو نبی کریم ﷺ نے ایک قبر سے نکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذى

صاحب قبر صاحب قبر کو ایذا نہ دے (المسکوة)

فائدہ

فاضل محقق حسن شرنال اور ان کے استاذ علامہ محمد بن احمد حموی

فرماتے ہیں چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے اموات کو رنج دیتی ہے

حيث قال في مراقى الفلاہ اخبرنى شيخى العلامة محمد بن احمد

شيخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں کہ شاید (یہ مراد ہے کہ

فائدہ

اس کی روح ناخوش ہوتی ہے کہ اس کی قبر کی ہو اور اس کی حجاز (جائے) کہ مراد آنت کہ روح دے ناخوش میدارد دراصل نیست کردن بر قبر و جہت ضمن دے اہانت و استخفاف را بوی۔

فائدہ

اس توجیہ پر امام علامہ محدث عارف باللہ حکیم الامتہ سید محمد بن ترمذی قدس سرہ نے جزم فرمایا تصریح فرماتے ہیں کہ ارواح کو خانہ حرمتی و تنقیص شان معلوم ہو جاتی ہے لہذا ایذا پاتے ہیں چنانچہ فرمایا عباغنی فی الحدیث یقیناً عن نواب الاصول معناه ان الارواح تعلم ببقاء اقامة الحرمة والاستہانة فتنتاذی بذلك

۷۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں لان امشی علی جمرة او سینہ اخصف فعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر "البتہ چنگ یا تلواریں پر چٹایا جو تا پاؤں سے کاٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی چلوں (رواہ ابن ماجہ عن عقبہ بن عامر رحمہ اللہ واستادہ جید کما افاد المنذری)

۸۔ عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں لان اطاء علی جمرة احب من ان اطاء علی قبر مسلم بے شک مجھے آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پیارا مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ (رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناب) قالہ الامام عبدالعظیم

۹۔ انہی سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اذا اذی المؤمن فی حیثہ فانی اکوہ اذا بعد موتہ میں جس طرح مسل

اللہ اس کی زندگی میں کمزور جانتا ہوں یوں ہی بعد موت کے اس کی ایذا کو (اخرجہ سعید بن منصور فی سنہ کافی شرح الصدور)

مسائل فقہیہ

انہی روایات سے فقہاء کرام نے مسائل اخذ فرمائے ہیں۔

۱۔ محقق علی الاطلاق حضرت ابن الہمام رحمۃ اللہ فتح القدر شرح ہدایہ میں لکھا کہ میتا کرحرمته حیا الاتفاق علی ان حرمة المسلم مرد مسلمان کی عزت زندہ کی طرح ہے۔

فائدہ

غفلت تعالیٰ اولیاء اللہ کو عزت و احترام منجانب اللہ تعیب ہے اسی لئے ان کی تعلیم تا قیامت ہوتی رہے گی۔

۲۔ انہی احادیث سے ہمارے علماء رحمۃ تعالیٰ علیہم نے بے ضرورت قبر پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پاؤں رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ سب حرمت مومن کے خلاف حرک ادب و گستاخی ہے چنانچہ النوار رب التحفة والبدائع والمحیط وغیرہا ان ابا حنیفہ کرہ وطاء القبور والقعوب والنوم او قضاء لحاجة علیہ کذا نقل العلامة ابن امیر الحاج فی الحلیۃ ولکرامۃ عند الاطلاق کرامۃ تحریم سیدنا ابو حنیفہ یعنی امام اعظم رحمہ اللہ کو روندنا اس پر بیٹھنا اس پر نیند کرنا اور اس پر قضاء حاجت پھرنا مکروہ سمجھے تھے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں فقہ میں کراہت مطلق ہو وہاں مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے۔

فائدہ

بے ضرورت اس کی قید اس لئے ہے کہ کبھی ضرورت سے ایسا کرنا پڑتا ہے مثلاً قبرستان میں میت کے لئے قبر کھودنے یا دفن کرنے جانا چاہتے ہیں بیچ قبریں حاصل ہیں اس حاجت کیلئے اجازت ہے پھر بھی جہاں تک بن پڑے ہوئے جائیں اور ننگے پاؤں ہوں ان اموات کے دعا و استغفار کرتے ہیں حاشیۃ العلامة الطحطاوی علی مراقی الفلاح عن شرح المشکوۃ الوطال حاجۃ کذا فن المیت لا یکرہ ابہ وعن السرخسی فان لم یکن له طریق الاعلیٰ القبر جازلہ المشی علیہ للعزۃ۔

یعنی قبور سے عبور نہ کرنا جیسے دفن میت کیلئے تو مکروہ نہیں یہ اس وقت جب قبر کے سوا اور کوئی راستہ نہ ہو تا ضرورت سے اس پر چلنا جائز ہے ان کے علاوہ اور حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ اسماعیل نابلسی حاشیہ در رد غرر میں فرماتے ہیں لا یاس بزیارۃ الدعاء للاموات ان کانو مومنین من وطاء القبور (بدائع المحقق) علی سیغته المفعول ای امنین (اب معنی یہ ہوا کہ قبور کی زیارت اور اموات کیلئے دعا جائز ہے بشرطیکہ قبور کو روندنا نہ پڑے) ۲۔ طریقہ محمدیہ میں ہے من آفات الرجل المشی علی المقابر انسان کی سب سے بڑی آفات ہے کہ وہ قبور کو روندے۔

۳۔ محقق علی الاطلاق ان لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں جن کے اعزاء و قریاء کے گرد مخلوق دفن ہے وہ ان قبور کو روندتے ہوئے اپنے عزیزوں کی گور تک جاتے ہیں اور انہیں چاہئے کنارہ گورستان سے زیارت اور دعا کریں۔ اور ان کی قبروں کے قریب نہ جائیں۔

۳۔ فتح القدر میں ہے کہ یکوہ الجلوس علی القبر وطروہ وجہہ فد یصعنه من ب فنت حول اقاربه خلق من وطاتلك القبور الی ان یصل الی قبر قریبه مکروه۔

حکایات

محدث حافظ الحدیث ابو بکر بن ابی الدنیا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے راوی
اقبلت من الشام الی البصرة فنزلت الخندق فتطهرت و صلیت رکعتین
باللیل ثم اضعیت راسی علی قبر فنمت ثم وانتبهت فاننا بصاحب القبر
یشتکی ویقول لقد آنیتنی منذ اللیلۃ الخ!

یعنی میں ملک شام سے بصرہ کو آتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا اور
دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو رہا جب جاگا تو ناگوار سنا کہ
صاحب قبر شکایت کرتا اور فرماتا ہے کہ تو نے رات بھر مجھے ایذا پہنچائی (ابن
ابی الدنیا)

حکایت

حضرت ابو عثمان ندوی وہ ابن مینا تابعی سے راوی ہیں فرمایا میں مقبرے
میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا خدا کی قسم! میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا
صاحب قبر کہتا ہے ہم فقد آنیتنی انھ کہ تو نے مجھے ایذا دی۔ امام حافظ ابن
مندہ قاسم بن عیمرہ سے راوی کسی شخص نے ایک قبر پر پاؤں رکھا قبر سے
آواز آئی الیک عنی ولا توننی اپنی طرف ہٹ (دور ہو) اے شخص میرے
پاس سے اور مجھے ایذا نہ دے (ذکرہا العلامة السیوطی فی شرح الصدور)

حکایت

امام اہل سنت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے
حضرت سیدی ابوالحسن احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ہمارے بلاد میں
ایک مسافر کے قریب ایک جنگل میں گنج شہیداں ہے کوئی شخص اپنی بھینس
لے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی ناگوار بھینس کا پاؤں جا رہا معلوم ہوا یہاں
قبر ہے قبر سے آواز آئی اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی تیری بھینس کا پاؤں
میرے سینے پر پڑا (الہاک الوہابین صفحہ ۲۶)

خلاصہ عبارت

محمد اللہ مسئلہ مثل آفتاب روشن ہو گیا جب حضور اقدس ﷺ نے قبر پر
جائے اور اس سے تمکیم لگانے اور مقابر میں جوتا پہن کر چلنے والوں کو منع فرمایا
اور علماء نے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں نہ پڑے گورستان میں جو راست
ہدایت نکالا گیا ہو اس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم دیا کہ قبروں پر پاؤں نہ
رکھیں بلکہ اس کے پاس نہ سوئیں سنت یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ
جائیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلحاظ ادب پاس بھی نہ جائیں دور ہی سے زیارت
کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگرچہ جانوروں کو کھانا جائز ہے مگر یوں
کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں اور
شریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مردہ زندہ برابر ہے۔ اور جس بات سے
انہوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں اور انہیں
تکلیف دینا حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ کس قدر بے ادبی و گستاخی و باعث گناہ و

استحقاق عذاب ہے جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا، پھرنا، بیٹھنا، لیٹنا، پاؤں سے روندنا، ان پر پاخانہ پیشاب، جماع سب ہی کچھ ہوگا اور کوئی بے حیائی اور اموات المسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہے گا۔

سنی مبارک باد

علماء فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں ان میں ایک اللہ ضرور ہوتا ہے (کما یرحمہ العلامۃ المناوی رحمۃ اللہ علیہ فی التیسیر فی الجامع الصغیر) اور ظاہر ہے کہ مقابر مسلمین میں صد ہا مسلمانوں کی قبریں ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورت میں زندگان مقبول بھی ضرور ہوں گے۔ بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ ہے کہ بہت بندے خدا کے جو زندگی میں آلودہ گناہ تھے بعد موت پاک طیب ہو گئے نبی ﷺ فرماتے ہیں الموت کفارة لكل مسلم "موت کفارہ" ہے ہر سنی مسلمان کیلئے" (اخرجه ابو نعیم البرقی فی شعب الایما عن انس مضمض قال السیوطی صححه ابن العربی)

فائدہ

ہم نے مسلمان کے ساتھ سنی کی قید اس لئے لگائی ہے کہ مسلمان درحقیقت ہے بھی سنی کیونکہ دوسرے فرقے متہ ہو چکے ہیں خواہ وہ خود ہزار بار مسلمان کہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ مرتد مسلمان کیسا؟ اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ محاورہ قرآن و حدیث میں مومن و مسلم خاص اہل سنت کو کہتے ہیں کہ زمانہ نزول قرآن عظیم و ارشاد

احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہل سنت اہل جماعت ہی تھے۔ اس زمانہ رکت نشان میں کسی بد مذہب و مبتدع (بدعتی) کا ہونا محال تھا کہ بد مذہبی شبہ و تاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اللہس بھیج دیا میں جلوہ فرما تھے۔ اگر شبہ گزرتا حضور کشف فرماتے شبہ والا مانتا تو سنی ہوتا نہ مانتا تو کافر ہو جاتا یہ سچ کی سچ وہاں ممکن ہی نہ تھی۔ ولہذا آیہ کریمہ و شیخ غیر سبیل المومنین سے جب علماء نے حجت اجماع پر استدلال کیا تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد امت اجابت ہیں۔ مبتدعین امت اجابت نہیں امت دعوت ہیں دیکھو توضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ یہ فائدہ نفیہ یاد رکھنے کا ہے کہ انما للمومنون اخوة وغیرہ آیات و احادیث میں مومنین سے اہل سنت ہی مراد ہیں انہیں کے باہم اتفاق اتحاد کا حکم ہے سلیکھیں (یہ لفظ فقیر اویسی غفرلہ کا اضافہ ہے ورنہ اصل میں مدودہ لکھا تھا اب مدودہ کی منہ پر سلحکلی براجمان ہے۔) کی تقسیم اور تمام کمرہوں، بد مذہبوں سے اتحاد و داد کی تعلیم سب بے دینوں کی تکریم و تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بد دینی و ضلالت ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

انبیاء عظام اولیاء کرام

گزشتہ اوراق عوام کے متعلق تھے اب انبیاء و اولیاء (علیہ السلام) کی قبور (برزخی) زندگی ملاحظہ ہو اہل سنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء عظام و اولیاء کرام اہل ان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہ السلام کے اہل ان شریفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھوے اسی طرح شداء و اولیاء علیہم

الرحمة الشفاء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفاء السقام میں لکھتے ہیں وحیاء الشهداء اکمل و اعلیٰ فہنا النور من الحیاء والرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبہم واما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ واکمل اتم من الجمیع لانہا الروح والجسد علی الدوام علی ماکان فی الدنیا

شہداء کی حیات مکمل تر اور اعلیٰ ہوتی ہے ان جیسی حیات اور رزق اسے نصیب نہیں ملتا جو ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اور انبیاء کی حیات ان سے بھی مکمل اور اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ ان کی ارواح دنیا کی طرح دائمی طور اجسام میں ہوتی ہیں۔

۲۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں ”اولیاء اللہ“ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشاں کار اجساد سے کٹند و گاہے اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح سے برآید میگویند کہ رسول خدا را سایہ نبوہ منجیہ ارواح ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و بسبب اس ہمیں حیات اجساد آندا در قبر خاک نے خورد بلکہ کفن ہم سے ماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند میرکنند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالیٰ اجساد ایشاں را قوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز میخوانند (اوکنند) و ذکر سے کنند قرآن سے خوانند۔

ترجمہ! ”اولیاء اللہ“ نے کہا کہ ہماری روحیں اجسام ہیں یعنی ان کی روحیں اجسام والے کام کرتی ہیں اور کبھی اجسام ارواح کی طرح نہایت

کلیف ہو جاتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا ان کی روحیں زمین و آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں اسی لئے ان کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی بلکہ کفن بھی محفوظ رہتا ہے ابن ابی الدنیا مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اہل ایمان کی روحیں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں لیکن اہل اہل ایمان کامل مومنین مراد ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو اجسام سے جدا کرتا ہے کہ وہ قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور ذکر الہی اور تلاوت قرآن کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ”اولیاء اللہ“ خدا تعالیٰ نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقاء زندہ اند نزد پروردگار خود و مزدق اند و خوش حال اند و مردم را ازاں شعور نیست الخ) ترجمہ! اولیاء اللہ اس دار فانی سے دار البقاء کو منتقل ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور وہ خوشحال ہیں لوگوں کو اس کا شعور نہیں

۴۔ علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں لا فرق لہم فی الحالین والناقلین اولیاء اللہ لا یعموتون ولكن ینقلبون من دار الی دار الخ! ترجمہ! ”اولیاء اللہ“ کی دونوں حالتوں (حیات و ممات) میں اصلاً فرق نہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف لے جاتے ہیں۔

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے شرح الصدور میں اولیاء کرام علیہم الرضوان کی حیات بعد ممات کے متعلق چند حکایات مستندہ لکھی

میں ملاحظہ فرمائیں۔

حکایات

امام عارف باللہ استاد ابوالقاسم قیصری قدس سرہ اپنے رسالہ میں خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابو سعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی ہیں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا۔ یا ابا سعید اما علمت الاحباء و ان ماتوا انما ينقلبون من ب ارا الی ب ارا "اے ابو سعید کیا نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں۔

۲۔ دینی عالی جناب حضرت سیدی ابو علی قدس سرہ سے راوی ہے کہ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھولیں اور مجھ سے فرمایا ابا علی قد تد للننی بین ید ید من ید للننی اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے میں نے عرض کی اے سرور میرے کیا موت کے بعد زندگی ہے فرمایا بلی انا حی وکل محب لا نصرنک بجہامی غنا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے بے شک وہ وجاہت عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

۳۔ دینی جناب مستناب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے راوی میرا ایک مرید جوان فوت ہو گیا مجھ کو سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھر ابراہیم

میں بائیں طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ بنا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی میں نے کہا جان پد ر تو سچا ہے مجھ ہی سے غلطی ہوئی۔

۴۔ وی امام حضرت ابو یعقوب سوسی نمرجوری قدس سرہ سے راوی ہیں
”میں نے ایک مرید کو منہانے کیلئے تخت پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا
نے کہا جان پورا میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے
میرا ہاتھ چھوڑ دے۔“

۵۔ جناب محدوح انہیں عارف موصوف سے راوی ہیں کہ ”مکہ معظمہ
میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا
حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں
جب دوسرا دن ہو اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کہے
سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی میں نے قبر میں اتارا آنکھیں کھول دیں میں
نے کہا کیا موت کے بعد زندگی کہا انا حی وکل محب اللہ حی میں زندہ ہوں
اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔ مزید تفصیل و حکایات فقیر کی کتاب
”حیات اہل اموات“ میں ہے۔“

نامناسب افعال کرنے سے اموات مسلمین کو ایذا ہوتی ہے

بعض عامہ مومنین اور بقیہ اموات کے اہل ان گو سلامت نہ رہتے ہوں
تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے بلکہ ان پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جوتوں کی آواز
کرنے سے ان کو ایذا ہوتی ہے احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت بلا ریب ہے۔

احادیث

حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رحمہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے
ایک قبر پر بیٹھ دیکھا فرمایا یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی
صاحب القبر ولا یؤذیک اور قبر والے اسے قبر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر
کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن
مسعود رحمہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا: کما اکرہ بازی المومن
من حیاتہ فانہ اکرہ اناہ بعد موتہ مجھ کو جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا
نہ ہے یوں بن مردہ کی۔

امام احمد، سند حسن انہیں حضرت عمارہ بن حزم رحمہ سے راوی سید
رحمہ نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب هذا القبر
اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔ یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا۔ اس ایذا
اور تکلیف کا بیان عظام اور دوسرے اہل کرام نے جو صاحب بیت تھے
کی ہے۔

حکایت

ابن ابی ابراہیم ابو قتادہ بصری سے راوی ہیں ”میں ملک شام سے بصرہ کو

جاتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر
رکھ کر سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا
ہے لقد انیتنی مند اللیلة اے شخص تو نے مجھ کو رات بھر ایذا دی۔

حکایت

امام بیہقی ولائل النبوة میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نجدی
سے وہ ابن مینا تاہی سے راوی ہیں ”میں مقبرہ میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ
گیا خدا کی قسم میں خواب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم
فقد انیتنی اٹھ کہ تو نے مجھ کو اذیت دی۔

حکایت

حافظ ابن مدوہ امام قاسم بن محیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں ”اگر
میں پتائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھ کو زیادہ
پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں
رکھا جاگتے میں سنا الیک عنی یا رجل ولا تونی اے شخص الگ ہٹ جا مجھے
ایذا نہ دے۔

عبارت فقہاء

۱۔ شریک المراقب الخوارزمی کہتے ہیں اخیر بن شیخی العلامة محمد
بن احمد الحموی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ بانہم یتانون بخفوق
الفعال مجھ کو میرے استاد علامہ محمد بن احمد حنفی نے خبر دی کہ جو تے کی پیچیں

مردے کو ایذا ہوتی ہے۔ اسی لئے ہمارے فقہائے کرام احناف علیہ
الرحمت سے فرماتے ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا یا قبر پر بیٹھنا یا سونا یا اس
کا اس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ سب امور اشد مکروہ و قریب بحرام

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ویکرہ ان یبنی علی القبر وینام او یطاء
علیہ او یقضى حاجة الانسان من بول او غائط الخ !

۲۔ علامہ شامی اس کی دلیل میں حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں لان
المیت بتاذی بما بتاذی بہ الحی یعنی اس لئے کہ جس سے زندوں کو
اذیت ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔

۳۔ دہلوی نے ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کلیہ کی
تصریح روایت کی کہ سرور عالم پیغمبر نے فرمایا المیت یونیہ فی قبرہ ما
یونیہ فی بیئہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی اس
سے اذیت پاتا ہے۔

۵۔ ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی
ازی العمومن فی موتہ کما فی حیوتہ مسلمان کو بعد موت ایذا دینا ایسی
ہے جیسے زندگی میں اسے تکلیف پہنچائی اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو
مکود کران پر رہنے کا مکان بنایا تو اس میں یہ سب امور موجود ہیں جس سے
”یتیم“ اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور ان کو ایذا دینا ہے جو ہرگز ہمارے
مذہب میں جائز نہیں ہے۔

سوال

شرح کنز میں علامہ زبلی لکھتے ہیں ولو بلی العیت و صار توابا جلا
من غیرہ فی قبرہ و ذرعه والبناء علیہ

جواب ۱

یہ قول علامہ زبلی کا احادیث مذکورہ اور روایات مشورہ کے معارض
ہے لہذا قابل قبول نہیں ہے۔

جواب ۲

علامہ شربنائی نے امداد الفتاح میں علامہ زبلی کے اس قول کو رد
کر دیا ہے دوسری روایات معارضہ سے پس قابل قیاس نہیں قال فی
الامد اب و یخالفہ ما فی التنازع خانہ ان اصرار العیت توابا فی القبر
یکوہ ب فن غیرہ فی قبرہ لان الحرمة باقیۃ الخ! ترجمہ ”یعنی جب قبر میں
میت گل کر مٹی ہو جائے تب بھی اس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے کہ
اس کی تعظیم اور حرمت کے خلاف ہے کہ اس میت کی تعظیم اور حرمت اب
بھی باقی ہے“ اور مزید ہے اس کی وہ جو علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ کی حدیقہ
نہ یہ شرح طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ معناه ان الارواح تعلم بترک اقامۃ
الحرمة والاستہانۃ فتاویٰ بملک یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو
ایذا ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ روحمیں جان لیتی ہیں کہ اس نے ہماری
تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتی ہیں اور علامہ عبدالحق محدث شیخ السنہ علیہ

رحمۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ”شاید کہ مراد آنست کہ روح دے
اول میزار و راضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر دے از جہت ضمن اہانت
الکاف را بوی“ ترجمہ! ”جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت
اور ان کی توہین اور ان کی ترک تعظیم ہوتی ہے تو اس پر کھتی کرنے سے اور
اس پر مکان بنانے سے تو بطریق اولیٰ ان کی توہین ہوگی۔“

جواب ۳

ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ میت بالکل مٹی ہو گئی ہے اور اس کی ہڈی بھی
مٹی نہیں رہی اس واسطے کہ ابھی تک قبر کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میت کے
مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے۔ کہ اتنی مدت
کے بعد میت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربہ سے بارہا مشاہدہ ہوا ہے
کہ کسی بہت پرانی قبر بہت سی کے اطراف میں کوئی جگہ سے کھودی جائے تو اس
میں قبور نکلے جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک صحیح و سلامت
میں کتبوں سے تین تین چار چار صدیوں کی قبور معلوم ہوتی تھیں تو بلا دلیل
اور ضرورت شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا
مجاز نہیں۔

اولیاء کرام کے اجساد طاہرہ

اجساد طاہرہ اولیاء کرام کا اپنی قبور میں صحیح و سالم موجود ہونا بارہا کا
مشاہدہ ہے یہاں تک کہ خود نجدیوں و ہابیوں نے مشاہدہ کیا۔ کراچی ۲۰
لوری (ج ک) یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ میں مسجد نبوی

اور میں صحیح سالم ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے والد گرامی چچہ کے ایمان میں شک کرنے والوں کا شک بھی مٹ جاتا ہے کہ (معاذ اللہ) اگر وہ کافر ہوتے تو انہیں مٹی کھا جاتی لیکن ان کا جسم الطہرودہ سو سال کے بعد صحیح سالم موجود ہونا بتاتا ہے کہ آپ نہ صرف مومن بلکہ اللہ کے ولی تھے مزید تحقیق فقیر کی کتاب ”ابوین مصطفیٰ“ میں پڑھیے۔

اس قسم کے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ بے شمار واقعات مشاہدہ میں آئے اور انشاء اللہ تاقیامت مشاہدہ میں آتے رہیں گے لیکن نہ ماننے والوں کا بھی کیا کمال ہے کہ مشاہدہ کے باوجود انکار ہی انکار۔

ابوالحسن کا واقعہ

۱۔ حضرت عبدالرحمان جامی کی کتاب نفحات الانس میں ہے کہ ابوالحسن بن سمعون رحمۃ اللہ علیہ کا ۳۸۶ تین سو پچھاسی میں انتقال ہوا اور وہ بغداد میں اپنے گھر دفن کئے گئے تیس سال کے بعد جب ان کو قبر سے نکال کر عام قبروں میں دفن کیا گیا تو ان کا کفن ویسے ہی تازہ تھا۔

۲۔ خواجہ ابویعقوب یوسف ہمدانی کہ امام عارف و عالم ربانی اور صاحب مقامات ہے ۵۳۵ کو مرو کو جاتے ہوئے راہ میں فوت ہو گئے اور اس وقت وہاں ہی دفن کئے گئے پھر عرصہ کے بعد وہاں سے نکال کر مرو میں لائے گئے چنانچہ مرو میں ان کی قبر مشہور ہے اور لوگ آپ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

۳۔ شیخ مجدد الدین بغدادی قدس سرہ ۷۰۷ ہجری میں شہید ہوئے اور اہل شہید ہوئے وہاں ہی دفن کئے گئے چونکہ آپ کی خاتون نیشاپور سے تھی

کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسم مبارک جن کو دفن کئے تقریباً پودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا ہے علاوہ ازیں صحابی رسول مقبول ﷺ حضرت مالک بن سنان کے علاوہ دیگر چچہ (6) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجساد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن دیا گیا ہے جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت ہی تروتازہ اصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور (پاکستان) ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء)

انتباہ.....!

ایسے قوی مشاہدہ کے باوجود مجددی وہابی کی تاحال آنکھ نہیں کھلی بلکہ وہ پوچھو تو اس واقعہ کے بعد پہلے سے بھی اندھے ہو گئے ہیں حجاز اقدس میں جانے والے مجددیوں کے حالات بیگانگی سے بے خبر نہیں اور یہ کہنا کہ انہیں یعنی حضرت عبداللہ اور سات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن دیا گیا ہے ”یہ بھی محض ڈھونگ ہے کیونکہ بقیع میں پہلے سے قابل قدر شخصیات کی عزت و احترام کا حال زبوں ہے اور اب کے جانے والوں کو وہ کیا جانیں یقین نہ آئے تو بقیع جا کر آنکھوں سے خود دیکھ لیں اور پھر ہمیں آگاہ فرمائیں کہ یہ محترم و مکرم شخصیات کہاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا یعنی اولیاء کرام کے اجسام مبارک

وہ کچھ عرصہ کے بعد آکر ان کو نیشاپور میں لے گئی پھر ۸۳۳ میں وہاں اسفرائین میں لے جا کر مدفون کئے گئے۔

باب ۲

جملہ عالم اسلام کا یہی مذہب تھا اور ہے صرف محمد بن عبد الوہاب نجدی ابن تیمیہ کی تقلید میں ہے قبور اور اہل قبور کا دشمن ہے کہ توہین و اہانت مزارات و قبور انبیاء و اولیاء علی نبینا علیہ السلام کا منہدم و تباہ و تاراج کرنا اس کا شعار ہی یہاں تک کہ بد بخت شیخ نجدی نے روضہ اقدس کو گرائے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ علمہ احمد بن علی بصری کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالت ابن عبد الرب میں فرماتے ہیں منها انه صح انه يقول لو اقدر علی حجرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لهد منها یعنی "میں اگر قدرت پاؤں تو روضہ رسول ﷺ کو توڑ دوں۔" اور اب بھی اس کے چیلے وہابی دیوبندی یہی عزم رکھتے ہیں چند حوالے ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

ہاں شیخ نجدی نے شہداء و صحابہ کرام کے مزار توڑے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ بصری مذکور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں اقول تہدیم قبور شہداء الصحابة الذکورین لاجل البناء علی قبورہم ضلالة ای ضلالة انتہی مختصر یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کو ان پر بنا کے باعث توڑ ڈالنا بڑی ضلالت اور گمراہی اس نجدی کی ہے اور بھی علامہ

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

قال بعضهم ولو كان المبنى عليه مشهورا بالعلم والصلاح والحق صاحبيا وكان المبنى عليه قبة وكان البناء على قدر قبره فقط لهدموا ان لا يهدم لحرمة بنشہ وان اندرس انا علمت هذا فہذا البناء علی قبور ہولا الشہداء من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم لا یخلو ما ان یكون واجبا او جائز بغیر کراهة و علی کل فلا یقدم علی الہدم الا لاجل مبدع ضال لاستلزامہ انتہاک حرمة اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجب علی کل مسلم محبتہم و من محبتہم وجوب توقیرہم وای توقیرہم عند من ہدم قبورہم حتی بدت ابدانہم انکفاتهم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسلہ الی انتہی مختصرا

"یعنی نجدی نے جو شہداء اصحاب کرام کے قبور کو توڑ ڈالا ہے جس سے ان کے ابدان اور کفن ظاہر ہو گئے تو اس سے وہ بہت بڑا بدعتی گمراہ ہو گیا کہ اس سے ان کی اہانت ہو گئی ہے۔

فائدہ

ان ملاعنہ کا انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے قبور کے جو توڑنا اور منہدم کرنا شعار (طریقہ) ہو گیا ہے تو باعث اس کا یہ ہے کہ۔

وہابیہ کے نزدیک انبیاء و اولیاء مرکر مٹی ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) ان بہ بختوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل بے حس و بے

شعور ہو جاتے ہیں اور مرکز معاذ اللہ (پناہ بخدا) مٹی میں مل جاتے ہیں۔
اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں حضور اقدس
عالم مثبہ کے شان اعلیٰ و ارفع میں لکھا ہے کہ (میں بھی ایک دن مرکز مٹی
ملنے والا ہوں) (معاذ اللہ)

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

نجدی نے جب قبور شہداء ڈھائے تو شہید اور صحابہ کرام کو دیکھا گیا
ان کے اجسام متبرکہ ویسے موجود تھے گویا انہیں ابھی دفن کیا گیا حالانکہ نبی
کے اس فعل شنیع سے پہلے انہیں بارہ سو سال گزرے۔ لیکن بد بخت کا عقیدہ
یہ ہے کہ حضور ﷺ مٹی میں مٹی ہو گئے (معاذ اللہ)

اسی لئے آج تک اس کوشش میں ہیں کہ روضہ اقدس کو گرا دیا جائے
یہی وجہ ہے کہ کسی نہ کسی وقت اس کے متعلق اس کا اظہار کر بھی دیتے ہیں
چنانچہ کئی بار یہ پروگرام بنایا لیکن جب عالم اسلام سے لعنت اور پھنکار اور
مختلف طریق سے دھمکیاں اور قرار دادیں سنتے ہیں تو اپنی حرکت سے باز
آجاتے ہیں اللہ انہیں ان کے گندے عزائم میں کامیاب نہ ہونے دے
(امین)

باب ۷

سوالات

مخالفین نے سرسری طور اعتراضات کھڑے کئے نبی پاک ﷺ نے تو الٹا
قبور کو اہمیت بخشی ہے مثلاً "فرمان ہے (۱) قبریں بناؤ (۲) زیارت کرو قبروں
کے ساتھ تکیہ نہ لگاؤ (۳) اہل قبور کو ایذا نہ دو (۴) قبور کا ادب کرو (۵)
قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ (۶) قبر پر نہ بیٹھو وغیرہ جس کی اوپر تفصیل گزری ہے
اس کے باوجود پھر بھی وہابیوں نے ڈوبتے کو تنکے کا سارا کے مطابق مندرجہ
ذیل روایات قبہ جات کے انکار میں پیش کی ہیں۔

حدیث ۱

لعن اللہ الیہود للنصارى اتخذوا قبور انبياءهم مساجد
(بخاری) "اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی جنہوں نے انبیاء کی
قبروں کو مسجد بنایا۔"

حدیث ۲

عن ابن عباس لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نائرت القبور

والمختلین علیہا المساجد والسرج (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) ترجمہ ۱
 ”رسول اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجد بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔“

حدیث ۳

عن ابی ہباج الاسدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدع صمۃ الا ولا طہنۃ ولا مشرفا الاسویۃ (مسلم) ترجمہ ۱ ”ابو ہباج اسدی سے روایت ہے کہ مجھے علی المرتضیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ سمجھوں جس پر مجھے رسول اللہ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو بے مٹائے نہ چھوڑ اور کسی قبر کو بے برابر رکھے۔“

حدیث ۴

عن جنذب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاء و صالحیہم مساجد الا ولا یتخذ والقبور مساجد الی انہاکم عن ذلک (مسلم) ترجمہ ۱ ”جنذب سے مروی ہے کہ کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء و صالحین کی قبروں کو مسجد بناتے تھے خبردار تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع فرماتا ہوں۔“

حدیث ۵

عن عائشۃ ان حبیبۃ وام مسلمۃ ذکرتا کنیۃ رائتھا بالحبشۃ

بہا تصاویر فنکر تانلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ان اولئک انا کان فیہم الرجل الصالح فمات بنو اعلیٰ قبرہ مسجدا و صور علیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عن اللہ یوم القیۃ (فتح الباری ص ۲۶۱)

ترجمہ ۱ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں ہیں تو حضور سے یہ ذکر کیا حضور نے فرمایا ان لوگوں کی کنیسہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں تصویریں بناتے وہ اللہ کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔“

حدیث ۶

اللہم لا تجعل قبری و ثنا یعید اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذ قبور انبیاء ہم مساجد مالک برسلا مشکوٰۃ صفحہ ۷۲) ترجمہ ۱ ”اے میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جائے اللہ کا غضب اس قوم پر بہت ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔“

حدیث ۷

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور روان یکتب علیہا وان توطا (ترمذی) ترجمہ ۱ ”حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کیا جائے اور ان پر کتابت کی جائے اور وہ پامال کی جائیں۔“

احتمالی جوابات

جن روایات و احادیث کو وہابی دیوبندی نے قبہ جات بر مزارات کے عدم جواز پر پیش کیا ہے انہیں قبہ جات سے دور کا واسطہ بھی نہیں چہ جائیکہ انہیں اس موضوع پر استدلال کیا جائے لیکن چونکہ ان لوگوں نجدی کے ریال و ڈالر کا حق ادا کرنا ہے اسی لئے کچھ نہ کچھ کہہ دیا ہے ورنہ حدیث نمبر ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵ میں یہود نصاریٰ پر انبیاء و صلحا کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے حدیث نمبر ۲۰۳ میں قبروں کو پختہ کرنے کی نئی ہے ان میں کس کو انکار ہے اور قیوں کو گرانے کا حکم کہاں ہے اور ان احادیث کو بزرگان دین اور صلحاء و انبیاء کے قبہ ہائے مزار سے کیا تعلق ہے اتنا تو محض ترجمہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ پر انبیاء و صلحا کی قبروں کو مسجد بنالینے پر جو لعنت فرمائی گئی اس کا سبب کیا ہے لیکن انہوں نے سبب کو کیا دیکھا ہے انہوں نے سجدہ گاہ نہ بناؤ پڑھ کر شور مچا دیا کہ سنی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں فلذا سنی لعنتی ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

در اصل حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں ان کی تصویریں بناتے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز

امت بدترین خلق ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ان کا قبور انبیاء پر مسجد بنانا ان قبور یا تصویر کی عبادت کیلئے تھا اور یہ بے شک مستحق لعنت ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن وہابی نجدی کیا سمجھے۔ ایسے ہی حدیث میں ہے کہ یا رب میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجا جائے۔ اللہ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جس نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتادیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے یا کم از کم انہیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے جیسا کہ ابو مرثد غنوی کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا لا تجلسوا علی القبور ولا تقبلوا الیہا کہ قبروں پر نہ بیٹھو نہ ان کی طرف نماز ادا کرو اس سے بھی خاص قبر کے اوپر نماز بھی ممنوع ہوئی کہ اس میں جلوس علی القبر ہوگا اور ب حق مقبور ہے۔ اسی وجہ سے کہ حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور اس سے اپنی امت کو باز رکھنے پر تنبیہ فرمایا یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے (معاذ اللہ) کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے۔ مسلمانوں پر یہ افتراء ہے جیسے ان کی عادت ہے۔

بناء علی القبور کی تحقیق

جن احادیث میں بناء کی ممانعت ہے ان سے بھی یہی بنا مراد ہے یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔ خلاصہ یہ کہ احادیث مذکورہ بالا سے قبہ کی حرمت تو کیا ثابت ہوتی جس کا ذکر تک ان میں نہیں ہے اور مسجد کی حرمت ابھی ثابت نہیں ہوتی جو قبر کے قریب عبادت الہی کیلئے بنا لیکنی ہو ائمہ محدثین

نے بھی ان احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیخ العصر اوحد الحفاظ قاصی القضاء علامہ ابو الفضل شهاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں۔ قال البيضاوي لما كانت اليهود والنصارى يسجنون لقبور الانبياء تعظيما لشانهم ويجعلونها قبلة يتوجهون في الصلوة نحوها واتخذوها اونا نالعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك قال من اتخذ مسجبا في جوار صالح وقصد التبرك بالقرب منه لا للتعظيم له والتوجه نحوه فلا يخل في ذلك الوعيد (فتح الباری صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

ترجمہ ! ”بیضاوی نے کہا جب کہ یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے اور ان قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تھے اور انہیں بت بنا کر پوجتے تھے تو اللہ و رسول نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے کسی صالح کو مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

وجه التعلیل ان الوعيد على ذلك يتناول من اتخذ قبورهم مساجد تعظيما ومغالة كما منع ال جاهليہ و جزهم ذلك الى عبايتهم و يتناول من اتخذوا مكنة قبورهم مساجد بان تتبش و ترمي طامهم فهنا يختص بالانبياء و بحق بهم اتباعهم واما الكفرة فانه لا حرج في نبش قبورهم انا لا حرج في اهانتهم (فتح الباری ج ۲ صفحہ ۲۶۵)

ترجمہ ! ”وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کو شامل ہے جنہوں

انبیاء و صالحین کی قبروں کو تعظیماً مسجد بنایا جیسا کہ اہل جاہلیت کا عمل تھا اس میں بڑھتے بڑھتے وہ ان کی عبادت الہی کرنے لگے اور یہ وعید ان کو بھی ملے گی جو صالحین کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنائیں یہ ممانعت الہیہ اور ان کی متبعین کے ساتھ خاص ہے کفار کی قبریں کھودنے میں حرج نہیں کیونکہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب تبرک کی نیت سے مسجد بنانا جائز ہے اور حدیث میں اس کی مخالفت نہیں اس سے قبول کا جواز مستفاد ہوتا ہے کیونکہ مخالفین کے نزدیک مسجد و قبہ کا ایک حکم ہے چنانچہ انہوں نے مسجد کے عدم جواز سے قبول کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے تو ضرور مسجد کا جواز قبول کے جواز کی دلیل ہوا۔

۱۔ نیز اس میں ہے وما یکرہ من الصلوة فی القبور یتناول ما اذا رعت الصلوة علی القبر والی القبراو بین القبرین و فی ذلک حدیث رواہ مسلم من طرق ابی مرثد الغنوی مرفوعاً لا تجلسوا علی القبور ولا تقبلوا لیہا او علیہا۔ قلت و لیس ہو علی شرط البخاری فاشار الیہ فی الترجمة و اورا ب معہ اثر عمر الد ال علی ان النهی عن ذلک لا یقتضی فسا ب الصلوة

قبروں میں نماز کی کراہت جب ہے نماز قبر کے اوپر یا قبر کی طرف یا دو قبروں کے درمیان واقع ہوا اور اس مسئلہ میں ابو مرثد غنوی کی روایت امام

مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ چلو اور نہ ان کے اوپر نماز نہ پڑھو۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کی شرط پر نہیں اس لئے ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا اور اس کے حضرت عمرؓ کے اثر وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز نماز کے کی مقتضی نہیں۔

۳۔ امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی نے عمدة القاری شرح میں فرمایا اور ایسا ہی حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مصباح میں تحریر فرمایا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ (والمقصدین علیٰ المساجد والسرور لعنت علیہما) است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسانے راکہ می گیرند بر قبور مسجد ہائے سجدہ کنندگان بجانب قبر بقصد تعظیم اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۶ مدارج النبیل ترجمہ ! ”حضور ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کے اوپر مسجد بناتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قر کی طرف بقصد تعظیم سجدہ کریں۔“

۴۔ مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب قبور است داین ہر دو تقدیر منظور است یکے آنکہ سجدہ بقبور اند و مقصود و عبادت آن دارانہ چونکہ نیست پرستان بمعنی پرستند۔ دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ وارند لیکن اعتقاد کنند کہ توجہ مقبور ایشان در نماز و عبادت موجب قرب رضائے دے تعالیٰ است و موقع عظیم است نزد حق تعالیٰ از جہت اشتغال دے عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء دے ایں ہر دو طریق نامرضی و نا مشروع اس اول خود شرک جلی و کفر صریح است و ثانی نیز حرام و ممنوع از اشتغال بہ

شرک جلی و ہر تقدیر پر لعن مستوجب است و نماز کردن بجانب قبر نبی مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است و پچھلے را از علماء در آن خلاف نیست اگر قرب قبر ایشان مسد بنا کنند تا نماز گزارند توجہ بجانب آن تابیرکت مجاورت موضوع کد مدفن جسد مطہر ایشان است و نوریت بامداد نورانیت روحانیت ایشان عبادت کمال و قبول یا بد منظورے در بخلازم نمی آید و یا کے ندارد۔

ترجمہ ! ”قبروں کو مسجد بنانے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا مراد ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خاص قبروں کو سجدہ کیا جائے اور ان کی عبادت مقصود ہو جیسے بت پرست کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مقصود تو عبادت الہی ہو لیکن اعتقاد یہ ہو کہ نماز عبادت میں ان قبور کی طرف منہ کرنا قرب و رضائے الہی کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے یہ دونوں طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں۔ پہلا شرک جلی اور کفر خالص ہے اور دوسرا شرک خفی پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر تقدیر پر لعن مستوجب ہے اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم و تبرک کے ارادہ کے نماز پڑھنا حرام ہے اور علماء میں سے اس میں کسی خلاف نہیں ہے لیکن اگر ان کی قبر کے نزدیک نماز کیلئے کوئی مسجد بنائیں بغیر اس کے کہ نماز میں ان قبروں کی طرف منہ کریں اس لئے کہ وہ جگہ جو ان کے جسد مطہر کا مدفن ہے اس کی برکت سے اور ان کی روحانیت و نصرانیت کی امداد سے ہماری عبادت کامل مقبول ہوا اس میں کوئی حرج اور کچھ مضائقہ نہیں۔“

ان عبارات سے وہابیوں، دیوبندیوں نے جو مطلب احادیث سے چاہا وہ صحیح نہیں اور انہیں ان احادیث سے استدلال نہیں پہنچتا در مختار میں ہے
ولا یخبصص النہی ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس بہ وہو المختار کما فی کراہۃ السراجیۃ

حدیث علی کی تحقیق

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کردوں اور جو قبر بلند پاؤں اس کو برابر کردوں اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل وہابیوں پر لازم ہے۔ یہ ثابت کرتے کہ وہ قبور مسلمانوں کی قبریں دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے آیا بالکل زمین سے ہموار کر دینا کہ نشان بھی باقی نہ رہے تو یہ سنت متواتر سے مفارض ہے تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے جب ان امور کو صاف کر لیتے تب انہیں استدلال کی گنجائش تھی اب میں بالاختصار عرض کروں یہ بات تو ہر مومن کیلئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی

موجودگی میں بنائیں اور موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کوئی کام بے دریافت کیے کب کرتے تھے وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی بنائی گئی تھیں اور ان کے مٹانے کا حکم دیا یہ بات بالکل عقل سے بعید ہے البتہ کفار کی قبریں بہت اونچی بنائی جاتی تھیں جیسا کہ اب بھی نصاریٰ کی قبریں اٹھانے جائز بھی ہے مسلمانوں کی قبریں ڈھانا تو ہیں ہے بخاری شریف میں ہے
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین نبشت (فتح الباری ج ۲ ص ۲۶۱) یعنی حضور انور علیہ السلام نے مشرکین کے قبروں کے لئے حکم فرمایا کہ اکھاڑ دی گئیں کہاں سے کہا جاتا ہے کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مسلمانوں کی قبروں کے لئے حکم ہوا تھا یا مشرکین کا حکم مسلمانوں پر چسپاں کیا جاتا ہے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ میں فرماتے ہیں فنبتش قبور مشرکی الجاہلیۃ ای بون غیرہا من قبور انبیاء واتباعہم لعافی ذلک ابانۃ لہم بخلاف المشرکین فانہم لاحرمۃ

کیا مشرکین جاہلیت کی قبور اکھاڑی جائیں یہ جائز ہے عنوان بات یہ تھا کہ علامہ فرماتے ہیں یعنی ماموا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے بخلاف مشرکین کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں وفي الحديث جواز تصرف في المقبرة المملوكة بالهبة والبيع و جواز نبش قبور المنارسة انا لم یکن محرمة "یعنی حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو مقبرہ ہبہ اور بیع سے ملک میں آگیا ہو اس

میں تصرف کیا جائے اور پرانی بوسیدہ قبریں اکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترم ہوں۔

فائدہ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں محترم ہیں ان کو اٹھا کر ان میں تصرف کرنا ناجائز اور ان کی لہانت ہے قبریں اکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کیلئے ہے یہ بالاعتمال جوابات ہیں تفصیلی جوابات ہم آگے چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ۔

خلاصہ جوابات

مزارات کے بارے میں جتنا روایات وہابیوں، دیوبندیوں میں اپنے مقدم میں پیش کی ہیں ان میں کسی ایک کو بھی قبہ جات بر مزارات کی نفی میں ذرا بھر بھی تعلق نہیں یہ وہابیوں دیوبندیوں نے سینہ زور سے اور اسلامی تحریف کی بنا پر مطلب نکالا ہے مثلاً "حدیث میں ہے قبور کے اوپر اور قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ۔ فضلہ تعالیٰ ہم اہل سنت قبور کے اوپر مسجدیں نہیں بناتے اور نہ ہی قبور کو سجدہ گاہ سمجھتے ہیں بلکہ ہم تو قبور کی طرف نماز کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں امام اہل سنت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خان قدس سرہ نے صرف اسی مسئلہ ایک ضخیم کتاب لکھی ہے بنام "الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التیہ" ہاں مزارات اولیاء کے ارد گرد مساجد بناتے ہیں جن سے موجودہ دور کے وہابیوں، دیوبندیوں کو انکار نہیں اگرچہ نجدی کے پیجاری اب بھی منکر ہیں۔

ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰؑ والی حدیث ہمارے خلاف نہیں کیونکہ

ان قبور کو گرانے کا حکم ہوا وہ قبور مشرکین تھیں جس کے متعلق شروع احادیث سے ہم نے متعدد حوالہ جات لکھ دیئے ہیں اگرچہ دیوبندیوں وہابیوں نے ان شروع کو بھی نہ مانا اور اپنی من مانی مار رہے ہیں تو یہ حق طلبی نہیں بلکہ ہٹ دھرمی ہے جس کا فیصلہ انشاء اللہ عنقریب ہو جائے گا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

دیوبندیوں وہابیوں کو قبہ جات بر مزارات ڈھالنے کا اتنا بڑا شوق ہے کہ غلط مضامین پیش کرنے سے بھی نہیں چوکتے چنانچہ ان کا اس موضوع پر آخری وار بھی ملاحظہ ہو۔

سوال

قبہ جات اور قبور مزارات شجرہ رضوان سے بڑھ کر مقدس نہیں فلذا ڈھادی جائیں تو سنت عمرؓ ہے جب کہ آپ نے شجرہ رضوان جن کے پیچھے بیٹھ کر آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ میں بیعت رضوان لی تھی کھاڑی چلائی اور اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔

جواب

شجرہ رضوان میں وہابیوں کو غلط فہمی ہے اور دوسروں کو بھی غلط فہمی میں ڈالتے ہیں۔ شجرہ رضوان کی حقیقت حدیث شریف میں ہے عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لقد رايت الشجرة ثم ایتھا بعد عام فلم اعرفھا وروی ان عمرو بن لک المقام بعد ان نهبت الشجرة فقال این كانت

فجعل بعضهم يقول ههنا وبعضهم يقول ههنا فلما اكثر اختلافهم قال سيروا نعبث للشجرة یعنی سید ابن سب سے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرہ رضوان کو دیکھا تھا پھر میں ایک سال بعد آیا اس کو نہ پہچانا حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ اس جگہ پر گزرے بعد اس کے شجرہ جاتا رہا تھا تو فرمایا کہاں تھا بعض کہنے لگے کہ یہاں اور بعض کہنے لگے کہ یہاں جب ان میں زیادہ اختلاف ہوا تو فرمایا چلو درخت جاتا رہا اس میں حضرت عمرؓ کا تجسس فرمانا کیا بتاتا ہے علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں بلغ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی زمان خلافة ان ناسا يصلون عندها فتوعدهم و امر بها فقطعت خوف ظهور البیعة انتہی۔

وروی الامام النسفی فی التیسیر انها عمیت علیہم من قابل فلم یبدروا ابن نہبت یقول الفقیر یحکن التوفیق بین الروایتین بانہم لما عمیت علیہم نہبرا یصلون تحت شجرة علی ظن انها هی الشجرة البیعة فامر عمر بقطعها۔ وفی کشف النور لابن النابلسی اما قول بعض المحرورین باننا نحاف علی العوام اعتقدوا الاولیاء من الولیاء توثر فی الوجوب مع اللہ فیکفرون و یشرکون باللہ تعالیٰ فنہینا ہم عن ذلک ونہم قبور الاولیاء ونرفع البنیات المرضوعات علیہا ونزیل الستور عنہا ونجعل امانتہ الاولیاء ظاہرا حتی تعلم العوام الجاہلون ان هؤلاء الاولیاء لو کانوا موثرین فی الوجوب مع اللہ تعالیٰ لد فعلوا عن انفسہم ہزہ الامانة التي نفعلہا معہم فاعلم ان ہذا الصنيع کفر

راج ماخوذ من قول فرعون علی ما حکاہ اللہ تعالیٰ لنا فی کتابہ الیم و قال فرعون نرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ لانی اخاف ان یبدل بکم او ان یتظہر فی الارض الفساہ و کیف یجوز ہذا الصنيع من

بل الامر الموهوم و هو خوف الضلال علی العوام یعنی حضرت عمرؓ کو اپنے زمانہ خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ شجرہ رضوان کے پاس نماز پڑھتے ہیں آپ نے انہیں دھمکایا اور آپ کے حکم سے وہ درخت کاٹا گیا بخوف ظہور بدعت۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر میں روایت کیا کہ اگلے سال وہ درخت گم ہو گیا اور کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا علامہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب اصلی درخت ناپید ہو گیا تو لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز کرنے لگے کہ وہی درخت بیعت ہے تو حضرت عمرؓ نے اس درخت کے کٹنے کا حکم دیا (یعنی جس کو لوگوں نے غلط طور پر درخت بیعت گمان کیا تھا نہ کہ اصلی درخت کو) ابن نابلسی کی کشف النور میں ہے بعض مغروروں کا یہ کہہ دینا کہ ہمیں خوف ہے کہ عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہو جائیں اور کی قبر کی تعظیم کریں اور اس سے برکت و مدد طلب کریں تو وہ اس اعتقاد میں گرفتار ہو جائیں گے کہ وہ اولیاء و ہود میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موثر ہیں یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے میں اس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہو جائیں گے ہم ان کو اس سے منع کرتے ہیں اور اولیاء کی قبریں ڈھاتے ہیں اور بتواتر ان پر بتائی گئی ہیں ان کو دور کرتے ہیں اور چادریں ہٹاتے ہیں اور اولیاء کی نگاہری اہانت کرتے ہیں تاکہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیاء اللہ

کے ساتھ وجود میں موثر ہوتے تو اپنی ذات سے اس اہانت کو دور کر دیتے۔ ہم ان کے ساتھ کرتے ہیں تو جاننا چاہئے کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے ڈھانا اور ان کی اہانت کرنا) کفر خالص ہے جو فرعون کے اس مقولہ سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قدیم میں نقل فرمایا کہ فرعون نے ”مجھے چھوڑو کہ سوئی کو قتل کر ڈالوں اور انہیں چاہئے کہ وہ اپنے رب سے پکاریں میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دیں یا زمین پر فساد ظاہر کرے اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک امر مبہم یعنی عوام کی گمراہی کے خوف کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔“

فیصلہ حق

صاحب روض البیان رحمۃ اللہ علیہ نجدی دور سے پہلے گزرے ہیں انہوں نے فیصلہ ہی فرمایا دیا کہ مزارات کی تعظیم میں یہ وہم کہ لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اسی لئے جو کاروائی وہابی نجدی کر چکے ہیں اور جو ہمارے دور کے وہابی نجدی دیوبندی کرنا چاہتے ہیں انہیں ممکن ہے معلوم نہ ہو فقیر ان کی غیر خوانی کرتے ہوئے روح البیان جیسی معتبر تفسیر سے حوالہ پیش کر دیا اور وہ بھی از خود نہیں فرما رہے بلکہ حضرت نابلسی قدس سرہ کی تصنیف ”کشف النور“ سے اور اس نابلسی قدس سرہ بزرگ کو نجدیوں سے پہلے دنیا سے رخصت ہوئے عرصہ دراز گزرا آپ کی وفات ۱۱۴۳ھ میں ہوئی جب کہ ابھی محمد بن عبد الوہاب پیدا بھی نہیں ہو اس کی ولادت میں ہوئی اور وہابیت کی تحریک تو پیدائش کے درجنوں سال بعد کو چلائی اور علامہ

عبد الغنی نابلسی قدس سرہ صاحب کرامات بزرگ اور سواد دو سو ضخیم کتب کے مصنف ہو گزرے ہیں۔

تفصیلی جوابات

۱۔ فقیر اویسی نے بارہا عرض کیا ہے کہ ہمارے مخالفین عوام کو سرسری باتوں سے پھسانے کے استاد واقع ہوئے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ مزارات انبیاء و اولیاء اور عوام کی قبور میں زمین و آسمان کا فرق ہے مثلاً

۱۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات کی حاضری سے زائرین کو بے شمار فوائد و برکات نصیب ہوتے ہیں اسی لئے زائرین کی سہولت ہوگی تو بار بار حاضر ہوں گے اور تا دیر بیٹھ کر استفادہ و استغاضہ کریں گے اسی لئے انبیاء و اولیاء کے مزارات کے ارد گرد ہر قسم کی سہولتیں قبہ جات، مساجد، پانی کا انتظام اور رہائش گاہیں، لنگر خانے وغیرہ وغیرہ اگر ان مزارات پر یہ انتظام نہ ہو تو کوئی آئے نہ کوئی جائے وہابی دیوبندی یہی چاہتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہی خراب ہے وہ کہتے ہیں انبیاء و اولیاء سر کر مٹی ہو گئے اب وہاں استغاضہ و استفادہ کیسا۔

۲۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات پر قرآن خوانی، نوافل، ذکر الہی کیلئے حاضری بھی بہت بڑی مشکلات کا محل ہے بارہا کا تجربہ ہے یہی وجہ ہے کہ محبوبان خدا کے مزارات پر شب و روز عوام کا تانتا بندھا رہتا ہے اگر ان مزارات پر قبہ جات اور دیگر سہولتیں نہ ہوں تو سب کو معلوم ہے کہ اگر مسجدوں میں ایسے انتظامات نہ ہوں تو ایک نمازی بھی مسجدوں میں نظر نہ

۳۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات واجب التعظیم ہیں جیسا کہ فقیر گزشتہ ابواب میں تفصیل سے عرض کیا ہے اور ان کے مزارات پر قبور بنانا ان کی تعظیم میں شامل ہے چنانچہ حضرت علامہ سید عبدالغنی ناناسی قدس سرہ لکھتے ہیں **فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحا ووضع الستور والعمائم و الثیاب علی قبورہم امر جائز انا کان المقصد بذ لک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقر و صاحب هذا القبر و کذا ایقا : اتضایل و اشمع عند قبور الاولیاء و الصلحا من باب التعظیم و الاجد لال ایضا للاولیاء فال مقصد فیہا مقصد حسن و تزر النذر الزیت و اشمع للاولیاء یوقد عند قبورہم تعظیما** **لہم و محبة فیہم جائز بعد لا ینبغی النہی عنہ** (کشف النور و التہتہ الختار و در المختار ج ۱ ص ۱۶۳) ترجمہ ! ”علماء و اولیاء صلحا کے مزارات کے قبے اور غلاف اور عمامے اور کپڑے مزارات پر جائز ہیں جب اس سے مقصد تعظیم ہو تاکہ عوام ان کی عزت کریں حقارت نہ کریں ایسے ہی مزارات پر دیئے جلاتا بھی تعظیم سے ہے پس ایسا مقصد عظیم ہے اولیاء کیلئے تیل اور شمع کی منت بھی جائز ہے کہ مزارات کے نزدیک روشنی کا انتظام کریں گے یہ اولیاء کی محبت و تعظیم میں داخل ہے جائز ہے اسے روکنا نہیں چاہئے۔“ اس کے باوجود وہابیوں دیوبندیوں نے سوالات ڈھونڈ لئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سوال

حدیث شریف میں ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

یجصص القبور ان یبنی علیہ و ان یقعد علیہ ”حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کیا جاوے اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جاوے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے“ نیز عام فقہاء فرماتے ہیں یکوہ البناء علی القبور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں قبر کو پختہ بنانا قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ توٹ! یہ وہابیوں دیوبندیوں کا بتایا ہوا مفہوم ہے جو سراسر غلط ہے۔

جواب ۱

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جاوے اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا ان یجصص القبور یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبور پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے اس معنی پر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ، تکلف، یا فخر کیلئے پختہ کیا یہ تینوں صورتیں منع ہیں اور اگر نشان باقی رکھنے کیلئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے **لما فیہ من الزینۃ و التکلف** کیونکہ اس میں محض سجاوٹ اور تکلف ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے۔ ان یبنی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا اس کے بعد بھی چند معافی ہیں۔

۱۔ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے اس طرح کہ قبر دیوار میں شامل ہو

• جاوے چنانچہ شاہی باب الدفن میں ہے وتكره الزیابة علیہ كمالی المسلم نہمی رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان یجصص القبرون ان یبنی علیہ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا در مختار اس باب میں ہے وتكره الزیابة علیہ من التراب لانه بمنزلة بمنزلة البناء قبر پر مٹی سیراؤ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بناء کا مطلب یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجائے اور گنبد بنانا یہ حول القبر یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں۔

۲۔ یہ حکم عامۃ المسلمین کی قبروں کیلئے ہے۔

۳۔ اس بنا کی تفسیر خود دوسری حدیث نے کردی ہے جو کہ مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے الهم لا تجعل قبری و لنا یعبدا اشتد غضب اللہ علی قوم اتخنو قبور انبیاء ہم مسجد "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے یہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر نہ بناء مسجد قبر کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے، یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جاوے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں قال البيضاوی لما كانت اليهود والنصری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیم لسانہم و یجعلونہا قبلۃ یتوجہون فی الصلوة نحوہا

واتخذوا اوثاناً لعنہم و منع المسلمون عن مثل تلک بیضاوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو انہوں نے بت بنا رکھا تھا لہذا اس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا گیا۔ یہ حدیث متعرض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہوا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔

۴۔ یہ ممانعت حکم شرعی نہیں ہے بلکہ زہد و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دئے گئے۔

۵۔ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو راحت یا فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے کہ یہ غلط خیال ہے اور اگر دائرین کی آسائش کیلئے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔ ہم نے یہ تو جیسے اس لئے کہیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں یہ فعل سنت صحابہ ہے، چنانچہ حضرت فاروق نے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی، سیدنا ابن زبیر نے اس پر خوبصورت عمارت بنائی۔ امام زین العابدین کے اس فعل کے ماتحت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں الظاهر انه لاجتماع الاحباب للذكر والقراءة وحضور الاصحاب بالمغفرة اما حمل فعلها على العبث المکروه فغیر لائق لصنيع اهل البيت ظاہر یہ ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کیلئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن

ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بتانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائریں کے آرام کیلئے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر اور حضرت محمد ابن حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قبر پر قبہ بنایا جس کی تفصیل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

درس عبرت

صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کو قرآن خوانی اور احادیث منیٰ نصیب نہیں تو پھر کسی کو نصیب نہیں جتنا روایات و ہادیوں دیوبندیوں نے پیش کی ہیں اگر ان کا یہی مطلب ہوتا جو وہابیوں نے سمجھا ہے تو پھر ان حضرات سے احادیث مبارکہ کے خلاف کیسے ممکن ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حضرات اپنی جانیں تو سولی پر لٹکا سکتے ہیں لیکن احادیث کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور ان احادیث کا صرف یہ جوابات دینا کہ ضعیف ہیں یہ تحقیق جواب نہیں بلکہ جان چھڑانے والی بات ہے۔

غلط اور سراسر غلط

حدیث شریف میں ابنی علیہ سے قبہ وغیرہ کا معنی لینا حدیث کی تحریف ہے کیونکہ علیؓ کا مدخل ضمیر ہے جو قبر کی طرف راجع ہے جس کا معنی یہ ہے کہ قبر کو مکانیت کے طور استعمال نہ کرو کہ اس کی اہانت ہے اور اہانت و تحقیر کا قرینہ بھی بتاتا ہے کہ یہی معنی ہو جو ہم نے جان لیا ہے ایسے ہی قبر کی

مہمیس کا قرینہ بتاتا ہے کہ ایسے ہی قبر پر بیٹھنے سے قبر پر چڑھ کر بیٹھنا مراد ہے نہ کہ وہاں مجاور بننا مجاور بننا تو جائز ہے کیونکہ مجاور اسی کو تو کہتے ہیں جو کہ قبر کا انتظام رکھے کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ وغیرہ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے حضرت عائشہ صدیقہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظم اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے سوائے وہابیوں کے۔

لطیفہ

دیوبندی پہلے ناجائز کہتے تھے لیکن اب نہیں کیونکہ وہ اب خود مزارات پر مجاور بنے بیٹھے ہیں اگر یہ مجاوری سے ہٹا دیئے جائیں تو پھر حرام کہیں گے۔

سوال

مشکوٰۃ باب القبور میں ہے و عن ابی ہیا بن الاسدی قال قال لی علیؓ الا ابعتک علی ما بعثنی رسول اللہ السلام ان تدع تمثالا لا الا طمئنتہ ولا قبراً مشرفاً الا سویتہ ابوہیا بن اسدی سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھ کو حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مثادو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اس کو برابر کر دو۔

الجواب

حضور نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں وہابیوں دیوبندیوں نے

سوچے بغیر اعتراض کر دیا کیونکہ آپ کا یہ حکم غلبہ اسلام یعنی مدنی زندگی یعنی مکرمہ کے بعد ہوا اور ظاہر ہے کہ اس سے قبل جتنا مسلمان فوت ہوئے ان کی قبریں آپ کی نگرانی میں تیار ہوئیں جیسے حضرت عثمان بن مظعون کی رواست گزری ہے کہ وہ قبر بھی بہت اونچی تھی تو آپ نے جتنا قبریں تیار کرائیں وہ غلط نہ تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کے ڈھانے کا حکم فرمایا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ اولاً تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابوالہیاج کو اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کیلئے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ السلام شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں بخاری شریف میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فنہشت حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھڑ دی گئیں۔

حوالہ جات ملاحظہ

۱۔ فتح الباری جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ای بون غیرھا من قبور الانبیاء و اتباعھم لما فی ذلک

عانة لهم کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اکھڑ دی جائیں (باب میں) فرماتے ہیں ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں لہانت ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں و فی الحیث جواز تصرف فی المقبرة المملوكة و جواز نبش قبور الدارسة انا لم یکن محرمة اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

فائدہ

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرک کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کیساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کیلئے تو حکم ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے تسلیم کرنا ہوگا قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو نہیں اکھڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے اولاً اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ قرآن پاک چھوٹا سا نر چھاپنا منع ہے (شامی کتاب الکراہیت) مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن

سوچے بغیر اعتراض کر دیا کیونکہ آپ کا یہ حکم غلبہ اسلام یعنی مدنی زندگی یعنی مکرّمہ کے بعد ہوا اور ظاہر ہے کہ اس سے قبل جتنا مسلمان فوت ہوئے ان کی قبریں آپ کی گرائی میں تیار ہوئیں جیسے حضرت عثمان بن عفان کی روایت گزری ہے کہ وہ قبر بھی بہت اونچی تھی تو آپ نے جتنا قبریں تیار کرائیں وہ غلط نہ تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کے ڈھانے کا حکم فرمایا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ اولاً تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابوالہیاج کو اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کیلئے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ السلام شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں بخاری شریف میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فنہشت حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھڑ دی گئیں۔

حوالہ جات ملاحظہ

۱۔ فتح الباری جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ای بون غیرھا من قبور الانبیاء و اتباعھم لما فی ذلک

عانة لهم کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اکھڑ دی جائیں (باب میں) فرماتے ہیں ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں اہانت ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں و فی الحیث جواز تصرف فی المعقوبۃ المعلوکۃ و جواز نبش قبور النارسة انا لم یکن محرمة اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

فائدہ

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرک کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کیساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کیلئے تو حکم ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے تسلیم کرنا ہوگا قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچے قبریں اکھڑائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو نہیں اکھڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے اولاً اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے (شامی کتاب الکراہیت) مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن

کی ہے ادنیٰ ہے احادیث میں وارد ہے کہ مسلمان کی قبر پر بیٹھنا یا پاخانہ لگانا وہاں جوہ سے چلنا ویسے بھی اس پر چلنا پھرنا منع ہے مگر افسوس ہے کہ کئی نے صحابہ کرام کے مزارات گرائے اور معلوم ہوا ہے کہ اب جدہ میں انگریز عیسائیوں کی اونچی اونچی قبریں برابر بن رہی ہیں صدق رسول اللہ ﷺ یقتلون اهل الاسلام و یترکون اهل الاصنام ہر ایک کو اپنی جنس سے محبت ہوتی ہے۔

سوال

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں فرمایا کہ میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔

جواب

ہاں اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ بنایا تو منع ہے زائرین کے آرام کیلئے بنایا تو جائز ہے یعنی شرح بخاری اسی حدیث ابن عمر کے ماتحت فرماتے ہیں وہی اشارة الى ان ضرب الفسطاط بفرض صحيح كالتستر من الشمس مثلاً للاحياء لا لالطلال الميت جاز اور اشارہ ہے کہ قبر پر صحیح غرض کیلئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کو دھوپ سے بچانے کیلئے نہ کہ میت کو سایہ کرنے کیلئے ہے تو جائز ہے اسی لئے ہمارے نزدیک عوام کی قبور پر گنبد بنانا ناجائز ہے کیونکہ عوام سے استفادہ و استفاہہ کیسا ہاں اگر کوئی اس کیلئے ایصال و ثواب کرنے کی نیت سے چند روزہ جھونپڑہ ڈالا یا سائیاں لٹکا دے تو جائز ہے اگر مسلسل کسی کے ایصال و ثواب کیلئے عوام کا رجحان ہے تو بھی صرف اس نیت پر کہ اس میں عوام کو قرآن خوانی کی سہولت ہو تو جائز ہے ہاں نام

نمود و ریاء کے طور پر بلاوجہ کسی قبر پر گنبد یا مکان بنادیا جائے تو ہمارے نزدیک ناجائز ہے وہابیوں دیوبندیوں کو ہماری یہ باتیں کب قبول ہیں وہ چاہتے ہیں ویر نہ ہو نجدی کی سنت ادا ہو اور گنبد اور قبے گرا دیئے جائیں اور پس۔

سوال

اگر اولیاء اللہ یا صحابہ کرام میں کچھ طاقت تھی تو نجدی وہابیوں سے اپنی قبروں کو کیوں نہ بچایا؟ معلوم ہوا کہ یہ محض مردے ہیں پھر ان کی تعظیم و توقیر کیسی؟

جواب

حضور علیہ السلام سے پہلے کعبہ معظمہ میں تین سو سات بت تھے اور احادیث میں ہے کہ قریب قیامت ایک شخص کعبہ شریف کو گرا دے گا لاہور میں مسجد شہید گنج سکھوں کا گوردوارہ بنگالی بہت سی مساجد ہیں جو کہ برباد کر دی گئیں دور حاضرہ میں نجدی نے بہت سی مساجد گرا کر سرکیں بنادیں تو اگر کوئی کافر کہے کہ اگر خدا میں طاقت تھی تو اس نے اپنا گھر کیوں نہ بچالیا؟ اولیاء اللہ یا مقابر کی تعظیم ان کی محبوبیت کی وجہ سے کی جاتی ہے جیسے کہ مساجد اور کعبہ معظمہ کی تعظیم بھی اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نسبت ہے۔

خلاصہ الجوابات

قبر پر بناء حرام ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن بناء علی القبر کا معنی تہ اور گنبد کھنڈا جہالت ہے کیونکہ علی کا تعلق قبر سے ہے نہ کہ ماحول (ارد گرد قبر) سے اور حضور نبی پاک کا مقصد بھی یہی ہے کہ قبر کے اوپر دیوار کھینچ کر تعمیر کرنا حرام ہے جیسے حدیث کے تمام جملوں کا یہی معنی ہے مثلاً "قبر پر بیٹھنا تو قبر کے اوپر بیٹھنا حرام ہے نہ اس کے ارد گرد کسی جگہ بیٹھنا اگر یہی معنی ہے تو پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا "قبر کی زیارت کرو" اس کا کیا معنی ہوگا؟

لطیفہ

کسی دور میں وہابیوں دیوبندیوں نے اس کا معنی مجاور بننا کیا تھا لیکن جب سے محکمہ اوقاف کی مہمانیوں سے دیوبندی وہابی خود مجاور بنے ہیں اس وقت سے خاموش ہیں اب تو مزارات کے چڑھاوے غلاف کے پارچات 'حلوے' چوریاں 'چاول' سب حلال طیب ہیں تجربہ کر کے دیکھ لیں آج انہیں اوقاف کا محکمہ مزارات سے ہٹا لے پھر وہی فتویٰ اور وہی چکر عود کر آئے گا۔

غور کرو مسلمانو!

بناء علی القبر سے قبہ اور گنبد وغیرہ ہر گز ہر گز مراد نہیں بلکہ اس پر دیوار کھینچنا یا اسے مکان کی تعمیر میں شامل کر دینا (جیسے آج کل پرانے گورستانوں کا شر ہو رہا ہے) مراد ہے کیونکہ یہ قبور کی توہین ہے اور حضور علیہ السلام سنی مسلمانوں کی قبروں کی توہین گوارہ نہیں فرماتے اسی لئے اس پر

بیٹھنا و دیگر ہدایات بتائیں جن میں مسلمانوں کی قبور کی تعظیم و تکریم کا سبق ملتا ہے اس بناء علی القبر میں قبور کو اہانت سے بچانا ہے اس کا قرینہ لا بجھیں بھی ہے اس لئے کہ بجھیں (چونہ گچ کرنا) بھی قبر کا منع ہے نہ کہ قبر کے ارد گرد اور بجھیں سے اس لئے روکا گیا کہ اس میں اسراف ہے جو عوام قبور کیلئے کوئی فائدہ نہیں اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم و تکریم کا وہی حکم ہوگا جو مساجد کیلئے منقش کرنے کا ہے کیونکہ مساجد عبادت گاہیں ہیں تو انبیاء و اولیاء حق کی جلوہ گاہ ہیں لیکن سنی مسلمان کیلئے (ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون)

آخری حوالہ

باسول وہابیہ دیوبندیہ گنبد خضرا (روضہ رسول اکرم ﷺ) ناجائز بنایا گیا ہے لیکن فقہاء کرام تو فرماتے ہیں گنبد خضرا کو دیکھنا اور بار بار دیکھنا مستحب ہے (مناسک علی قاری اور اس کی شرح ارشاد الساری وغیرہ وغیرہ)

قبہ مزار ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ایوب انصاری میزبان رسول ﷺ غزوہ قسطنطنیہ کے دوران وصال ہو گیا نماز جنازہ سے فراغت کے بعد آپ کے جنازہ کو اٹھا کر دشمن پر یکبارگی حملہ کر دیا گیا اور قسطنطنیہ کی فصیل تک پہنچ کر فصیل کے بالکل نیچے آپ کو دفن کر دیا گیا (عمدة القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۹، ارشاد الساری جلد ۵ ص ۱۰۳، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صف ۵۸، ۵۹، ابن الاثیر جلد ۳ ص ۲۲۸، حاضر العالم الاسلامی ص ۲۱۵، تاریخ التوارخ ج ۲ ص ۶۲)

قیصر نے جب شہر کی تفصیل سے دیکھا کہ مسلمان کوئی چیز دفن کر رہے ہیں تو اس نے قاصد کی معرفت اس بارہ میں معلوم کیا یزید نے جواب دیا کہ یہ ہمارے رسول ﷺ کے صحابی کا جنازہ ہے انہوں نے تمہارے ملک کے اندر لے جا کر دفن کرنے کی خواہش کی تھی اب ہم ان کی اس خواہش کی تکمیل کر رہے ہیں اگرچہ ہمیں اپنی جانیں ہی کیوں نہ دینی پڑیں (العقد الفرید ج ۳ ص ۳۳) یہ سن کر قیصر نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ہم اس لاش کو نکال کر کتوں کے آگے ڈال دیں گے قیصر کی یہ بات سن کر یزید کو سخت غصہ آیا اور اس نے اسی غصے میں رومیوں کو مخاطب کر کے کہا یا اهل القسطنطنیۃ هنا رجل من اکابر اصحاب محمد نبینا وقد فنا حیث ترون واللہ لئن تعرضتم لہ لاهدم من کل کلیسیۃ فی ارض الاسلام ولا یضرب ناقوس بارض العرب ابدا (ناخ التوازیخ جلد ۲ صفحہ ۶۶) الاستیعاب ج ۲ ص ۶۳۸ العقد الفرید ج ۳ ص ۱۳۳

”اے قسطنطنیہ کے باشندو! یہ صاحب نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ ہم نے انہیں جہاں دفن کیا ہے اللہ کی قسم! اگر تم نے ان کو کسی قسم کا ضرر پہنچایا تو ارض اسلام کے ہر کلیہ کو منہدم کر دوں گا اور عرب کی سرزمین میں کبھی ناقوس نہیں بجے گا۔“

قیصر نے جب یزید بن معاویہ کے منہ سے یہ تہدید آمیز کلمات سنے تو مبہوت ہو گیا اور اس کو جرات نہ پڑی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اس صحابی کی نعش مبارک کی توہین کر سکے بلکہ اس نے ان کی قبر پر ایک قبہ بنوا دیا (العقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۱۳۳) اور رومی ان کی قبر مبارک پر جا کر عند

کرتے اور قحط کے زمانے میں ان کی قبر کے وسیلے سے دعائیں مانگتے (عمدة القاری جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۹) طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۵۰ البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صفحہ ۵۹ ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸ حاضر العالم الاسلامی صفحہ ۲۱۵

تبصرہ اولیٰ

یہ حوالہ فقیر نے قبہ جات کے دشمنوں اور یزید کے عاشقوں کیلئے عداوت کا ہے وہ یزید کو قطعی جنتی اور امیر المومنین اور امام برحق مانتے ہیں تو ہمیں لازم ہے کہ اپنے امام کی تقلید میں مزارات پر قبہ جات کا کارنامہ انجام دیں تاکہ ان کے امام کی روح خوش ہو ورنہ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان مائیں ”قوت نیکی نداری بد کن“ ترجمہ! ”نیکی کی قوت نہیں تو بد کن کر“ بنا بریں کم از کم قبہ جات سے دشمنی چھوڑ دیں۔

فائدہ

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یزید ایک صحابی رسول ﷺ کی قبر کے تحفظ میں عیسائی بادشاہ کو چیلنج کر رہا ہے لیکن افسوس نجدی یزید جنتی کے دعویٰ کے باوجود رسول اکرم ﷺ کے صحابہ اہل بیت کے مزارات سے جو دشمنی کا مظاہرہ کر رہا ہے بالخصوص دور حاضرہ ۱۳۱۹ھ میں اس نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ کریمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر (مزار) بے ادبی سے کھود ڈالی اور غلط طریقہ سے اس کی بے حرمتی کی تفصیل کیلئے جتنے ”الدرة الکامنه فی تحقیق قبر آمنہ“۔

یزید کے دھمکانے سے قیصر گھبرا گیا جس پر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا

عطاری پبلشرز کی نئی مطبوعات

نام کتاب: حلال و حرام جانور

مصنف: فیض ملت، آفتاب الہست، امام المناظرین، ربیع المصطفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

صفحات: 48

قیمت: 25

ناشر: عطاری پبلشرز، مدینہ المرشد، کراچی

فون ہوٹل: 0320-4333547

نام کتاب: طہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھنا

مصنف: فیض ملت، آفتاب الہست، امام المناظرین، ربیع المصطفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

صفحات: 32

قیمت: 22

ناشر: عطاری پبلشرز، مدینہ المرشد، کراچی

فون ہوٹل: 0320-4333547

تحفظ ہو گیا افسوس کہ آج کل کی اسلامی حکومتیں اتنے بے حس ہیں کہ کوئی بھی حکومت کا سربراہ ایسا نہیں جو تجدیدی کی آنکھ سے آنکھ ملا کر کہہ سنا کہ قبر آمدہ اسی طرح تمام صحابہ و اہل بیت کے مزارات کے بے حرمتی سے آجا ورنہ تیری تباہی و ہلاکت ہے لیکن افسوس کہ تمام اسلامی حکومتوں کے سربراہ ایسے خاموش ہیں گویا انہیں سانپ سو گھ گیا ہے۔

☆ مزارات پر حاضری پھر وہاں پر اہل مزار کو وسیلہ بنا کر مشکلات پیدا دعائیں مانگنا اہل اسلام کا قدیمی طریقہ ہے سوائے نجدیوں و ہابیوں کے اس کوئی بھی منکر نہیں تھا اور نہ ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الا علی اعلم بالغیب

الفقیہ القادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

۳ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ بمادل پور پاکستان

الحمد لله! اس پُر فتن دور میں بھی ایسے
ولیء کامل موجود ہیں جو عوام الناس کے
ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی
ولیء کامل نے فرمایا کہ روزانہ اس طرح
توبہ کر لیا کرو۔

یا اللہ عزوجل! اگر مجھ سے
کوئی کلمہ کفر سرزد ہو گیا ہو
تو اس سے توبہ کرتا ہوں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ



عطاری پبلشرز

